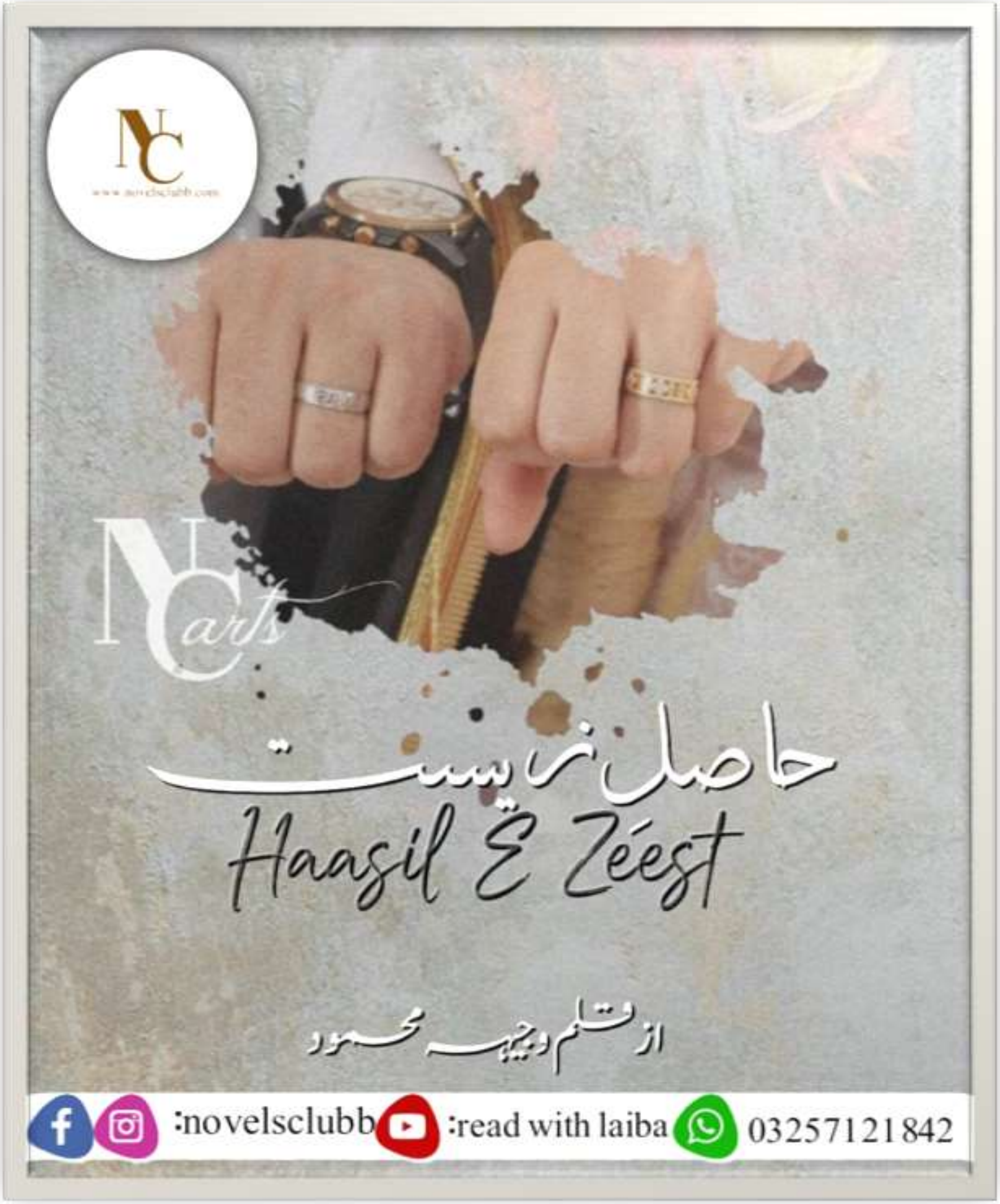
حاصل زیست
Haasil E Zéest
از قلم وجیہہ محمود
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

# حاصلِ زیست

## از قلم

## وجیہہ محمود

www.novelsclubb.com

# "حاصلِ زیست"

## از قلم (وجیہہ محمود)

## قسط نمبر (06)

وہ اس وقت بیڈ پر لیٹی، کمرے کی چھت پر نظریں ٹکائے، پنکھے کے گھومتے پروں کو دیکھنے میں مصروف تھی۔ نینداس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ اس نے اپنا دایاں ہاتھ اپنی نظروں کے سامنے کیا، اس پر لگا زخم اب بھر چکا تھا مگر اصل زخم تو اس کے دل پر موجود تھا، جو کچھ دن پہلے ایک بار پھر تازہ ہو گیا تھا۔ کچھ روز پہلے جب وہ جلال تایا کے گھر، لان میں کھڑی پھولوں کو دیکھنے میں مصروف تھی تو پیچھے سے آتی آواز پر وہ تیزی سے پلٹی تھی، جس سے اس کا ہاتھ زخمی ہو گیا تھا۔ پیچھے عماد کھڑا تھا! جس کی نظریں ہی اسے حراساں کرنے کے لیے کافی تھیں۔ عماد کا کہا گیا جملہ اب بھی اس کے کانوں میں گونج رہا تھا۔

"کیسی ہو اصباح آج بہت دنوں بعد تمہارا دیدار نصیب ہوا ہے" وہ اصباح کو سر سے پاؤں تک دیکھتے، چہرے پر شاطرانہ مسکراہٹ سجائے بولا تھا۔اصباح کے دماغ پر اب بھی وہ نظر اور جملہ حاوی تھا۔وہ وہاں سے فوراً بھاگ گئی تھی مگر اس ایک جملے نے اسے ایک بار پھر ماضی کے تکلیف دے دن یاد دلا دیے تھے۔اس نے کروٹ لیتے اپنا رخ دائیں جانب کیا، جہاں آبرو لیٹی تھی جو آج کام کرتے کرتے اس کے ساتھ ہی سو گئی تھی۔آبرو کے چہرے پر نظر پڑتے اس کے لبوں پر ایک افسردہ مسکراہٹ آئی۔وہ وہیں بستر پر لیٹے ماضی میں کھونے لگی، جس دن پہلی بار اس کے دل پر وہ زخم لگا تھا۔

www.novelsclubb.com

**پانچ سال قبل:-**

اس نے سامنے پڑے گلدان پر سے دھول ہٹاتے، اس میں موجود پھولوں کو ترتیب سے رکھتے کچھ نئے پھولوں کا اضافہ کیا، جو اس نے صبح ہی اپنے چھوٹے سے باغیچے سے توڑے تھے۔پھولوں پر ایک نظر ڈالتے وہ مسکرائی اور اپنا رخ دوسرے

گلدان کی جانب کیا۔وہ اس وقت گھر میں اکیلی تھی۔رتبہ اور حرم سکول جب کہ آبرو یونیورسٹی میں تھی۔کچھ دیر پہلے ہی صالحہ بیگم ساتھ والے گھر محفل پر گئی تھیں۔اچانک آہٹ کی آواز پر وہ چونکی،

"امی اتنی جلدی آگئیں!"وہ بڑبڑائی کہ اسے اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تو وہ ایک دم پلٹی مگر سامنے کھڑے انسان کو دیکھتے اس کے چہرے کا رنگ ایک دم اڑ گیا۔سامنے عماد اپنی پینٹ کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالے کھڑا مسکرا رہا تھا۔اصباح کے چہرے کو دیکھتے اس نے ایک قدم آگے بڑھایا،

"تو بلا آخر آج تمہارے دیدار کا شرف حاصل ہو ہی گیا"اس نے یہ کہتے ایک اور قدم آگے بڑھایا،اس کے بڑھتے قدموں کے ساتھ اصباح کی دھڑکن تیز ہو رہی تھی،وہ شدید خوفزدہ ہو چکی تھی۔

"تم ہر وقت مجھ سے چھپتی کیوں رہتی ہو" وہ سوال کرتا مزید آگے بڑھا۔اصباح پچھلے ایک ماہ سے عماد کی نظریں خود پر محسوس کر رہی تھی اور وہ اس کے سامنے آنے سے ممکن طور پر گریز کرتی تھی۔

"تم گھر پر اکیلی تھی تو سوچا تم سے وجہ ہی پوچھ لوں" عماد اکیلی پر زور دیتا مزید آگے بڑھا،ان کے درمیان اب صرف چند قدم کا فاصلہ تھا۔

"آپ۔۔۔آپ۔۔۔یہاں سے چلے جائیں" اصباح ہمت کرتے اسے جواب دینے لگی،اس کی بات پر عماد ہنسنے لگا اور مزید آگے بڑھا،اسے مزید آگے بڑھتا دیکھ کر اصباح پیچھے کی جانب قدم اٹھانے لگی۔

"سرخ رنگ تم پر کافی اچھا لگتا ہے، گویا بنا ہی تمہارے لیے ہو" وہ اس کی سرخ فراک کی جانب دیکھتا بولا،اصباح نے مزید پیچھے ہونا چاہا مگر وہ دیوار سے جا لگی،

"پلیز آپ یہاں سے چلے جائیں" آنسو اسکی آنکھوں سے بہنے لگے،

"تم بس مجھے وجہ بتادو، میں چلا جاؤں گا" اس نے آگے بڑھتے جواب دیا۔اب اس کے اور اصباح کے درمیان صرف دو قدم کا فاصلہ تھا۔

"ارے ارے اپنے یہ قیمتی آنسو تو ضائع مت کرو" اس نے اصباح کے بہتے آنسو صاف کرنے کے لیے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا کہ اس کی سماعت سے آبرو کی آواز ٹکرائی، جس پر عماد ایک دم اصباح کے سامنے سے ہٹا۔

سامنے کا منظر دیکھتے آبرو کو سب سمجھنے میں صرف چند لمحے لگے تھے۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" آبرو نے سختی سے عماد کو مخاطب کیا، جو یوں اچانک آبرو کے آجانے پر گھبرا گیا تھا۔

"میں۔۔۔مجھے اصباح نے بلایا تھا" وہ اپنے لڑکھڑاتے لہجے پر قابو پاتا بولا، اصباح آبرو کی جانب دیکھتی، روتے ہوئے نفی میں سر ہلانے لگی۔

"اس نے مجھے کہا کہ مجھے چچی بلا رہی ہیں، جب میں اوپر آیا تو یہ اکیلی تھی، اس نے مجھے۔۔۔۔"

"اپنی بکواس بند کرو عماد" آبرو اونچی آواز میں بولتی، اس کی بات کاٹ گئی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے، تم جو چاہو گے بولتے جاؤ گے اور میں تم پر یقین کر لوں گی" وہ قدم اٹھاتی اس کے قریب آئی،

"اس سے پہلے کہ میں اپنا ضبط کھو بیٹھوں، ابھی اور اسی وقت یہاں سے دفع ہو جاؤ" وہ بلند آواز میں چلائی، اس کی اس بات پر عماد نے ایک نظر پاس کھڑی اصباح پر ڈالنی چاہی مگر آبرو فوراً اصباح کے سامنے آگئی۔

"تمہیں سمجھ نہیں آرہی دفع ہو جاؤ یہاں سے" آبرو کے دوبارہ بولنے پر وہ قدم اٹھاتا باہر چلا گیا۔ پیچھے کھڑی آبرو اصباح کی جانب پلٹی جس کی رو رو کر اب ہچکی بندھ چکی تھی۔ آبرو کو اس پر ترس آیا مگر وہ اپنے آپ پر قابو پاتی اس کے قریب آئی،

"تم یہ بزدلی کب چھوڑو گی اصباح، اگر آج میرے علاوہ کوئی اور یہاں آجاتا تو سب عماد کی بات پر یقین کر لیتے اور تم یونہی روتی رہ جاتی" آبرو کی بات پر اصباح نے اپنی سرخ آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا اور آگے بڑھتے اس کے گلے لگتے رونے لگی۔ آبرو نے اپنی آنکھوں کو بند کرتے خود پر قابو پایا اور اپنے دونوں ہاتھ اصباح کے گرد لپیٹ لیے۔

شام کے چھ بجے کا وقت تھا، وہ سب اس وقت لاؤنج میں بیٹھی تھیں، آبرو نے سارا معاملہ صالحہ بیگم کے گوش گزارا تھا۔

"امی اس بار آپ مجھے مت روکیے گا" آبرو نے صالحہ بیگم کو مخاطب کیا جو اصباح کو اپنے ساتھ لگائے بیٹھی تھیں۔ اس سے پہلے کہ صالحہ بیگم کچھ کہتیں حرم کی آواز نے انہیں اپنی جانب متوجہ کیا،

"آپی تایا جان آگئے ہیں" حرم کی بات پر آبرو اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آئیں امی میرے ساتھ چلیں" آبرو سر پر دوپٹہ لیتے بولی، صالحہ بیگم نے اصباح کو خود سے الگ کیا اور اپنی جگہ سے اٹھتی آبرو کے ساتھ چل پڑیں۔

نیچے پہنچتے وہ لاؤنج میں داخل ہوئیں جہاں انہیں سامنے ہی جلال تایا اور وشمہ بیٹھے نظر آئے۔ وہ دونوں صالحہ بیگم اور آبرو کو اس وقت نیچے دیکھ کر حیران ہوئے، اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتے، آبرو صالحہ بیگم کے ہمراہ ان کے قریب آئی اور جلال تایا کو مخاطب کیا،

"مجھے آپ سے آج ایک سوال پوچھنا ہے تایا جان" آبرو کی آواز سنتے صائمہ تائی جو کچن میں موجود تھیں باہر آ گئیں۔ جلال تایا آبرو کی اس بات پر حیران ہوئے مگر پھر اثبات میں سر ہلاتے اسے بولنے کی اجازت دی،

"آپ ہمیں اس گھر میں کیوں لائے تھے؟" آبرو کے سوال پر جلال تایا کی حیرانی میں اضافہ ہوا، اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتے صائمہ تائی بول پڑیں،

"یہ کیسا فضول سوال ہے آبرو؟" وہ غصے سے آبرو کی جانب دیکھتی بولیں،

"تائی جان یہ سوال کتنا فضول ہے، آپ بہت بہتر جانتی ہیں" آبرو کو معلوم تھا کہ صائمہ تائی سارے معاملے سے باخبر ہیں۔

"آبرو جو بھی بات ہے، صاف صاف کہو" جلال تایا نے آبرو کو مخاطب کیا،

"تایا جان آپ ہمیں اس گھر میں اس لیے لائے تھے تاکہ آپ ہماری حفاظت کر سکیں کیونکہ ہمارے سر پر نہ باپ کا سایہ تھا نہ بھائی کا آسرا جو ہمارے حفاظت کر سکتے" آبرو کا لہجہ سخت ہونے لگا تھا۔

"مگر میں آج ایک بات آپ پر واضح کر دینا چاہتی ہوں کہ ہماری عزت آپ کے اس گھر میں بھی محفوظ نہیں ہے" آبرو کی اس بات پر جلال تایا کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھرنے لگے،

"کیا مطلب ہے تمہاری اس بات کا؟" وہ قدر سخت اور بلند آواز میں بولے،

"اس بات کا مطلب تو آپ کو عماد ہی بہتر بتا سکتا ہے" آبرو کی بات پر جلال تایا آبرو کی جانب دیکھتے دوبارہ بولے،

"آبرو مجھے مزید مت الجھاؤ، جو بات ہے مجھے صاف صاف بتاؤ" جلال تایا کے دوبارہ بولنے پر آبرو نے سارا واقعہ ان کے گوش کہہ گزارا، جس کو سنتے جلال تایا کا چہرہ سرخ ہونے لگا، وہ صائمہ تائی کی جانب دیکھتے بولے،

"عماد کہاں ہے صائمہ؟" صائمہ تائی جو آنکھوں میں اشتعال لیے آبرو کو دیکھ رہی تھیں، بولنے لگیں،

"جلال یہ لڑکی جھوٹ بول رہی ہے، اس کی بہن نے خود عماد کو اوپر بلایا تھا" صائمہ تائی کی بات پر آبرو بولنے لگی،

"کچھ تو خدا کا خوف کریں تائی جان، آپ ساری سچائی جاننے کے باوجود بھی اپنے بیٹے کا ساتھ دے رہی ہیں" آبرو کے بولنے پر صائمہ تائی پھنکاریں،

"یہ صلہ دیا ہے جلال ان لوگوں نے ہمارے احسانات کا کہ آج یہ ہمارے ہی بیٹے پر الزام لگا رہی ہیں" ان کی بات پر آبرو استہزائیہ ہنسی،

"تائی جان آپ فکر مت کریں، ہم اب مزید آپ کا کوئی احسان نہیں لیں گے" وہ جلال تایا کی جانب دیکھتی بولنے لگی،

"تایا جان آپ ہمارے مکان کی جو قیمت آپ نے وصول کی تھی، وہ ہمیں دے دیں تاکہ ہم خود اپنے لیے ایک گھر کرائے پر لے کر وہاں چلے جائیں" آبرو کی بات پر جلال تایا کے غصے میں اضافہ ہوا،

"کیا فضول باتیں کر رہی ہو آبرو، تم لوگ یہ گھر نہیں چھوڑ سکتے"

"جہاں ہماری عزت محفوظ نہیں، ہم وہاں ہر گز نہیں رہیں گے" آبرو اٹل لہجے میں بولی،

"صالحہ تم اپنی بیٹی کو سمجھاؤ، یہ کس قسم کی باتیں کر رہی ہے" جلال تایا نے صالحہ بیگم کو مخاطب کیا،

"بھائی صاحب آبرو بالکل صحیح کہہ رہی ہے، ہم سب کا یہ فیصلہ ہے کہ ہمیں اب یہ گھر چھوڑ دینا چاہیے" صالحہ بیگم کی بات پر آبرو کے چہرے پر ایک پر سکون مسکراہٹ در آئی جبکہ جلال تایا کے پاس اب بولنے کو کچھ باقی نہ تھا۔

"ہم اس مہینے کے آخر میں یہ گھر چھوڑ دیں گے" آبرو یہ کہتے صالحہ بیگم کی جانب بڑھی اور انہیں لیے واپس اوپر کی جانب چلی گئی۔ ان کے پیچھے موجود صائمہ تائی دل ہے دل میں بہت خوش تھیں، وہ یہی چاہتی تھیں کہ یہ لوگ جلد از جلد ان کا گھر چھوڑ دیں جبکہ جلال تایا شدید افسوس میں مبتلا تھے، وہ جس مقصد کے تحت انہیں یہاں لائے تھے، وہ مقصد پورا نہ ہو پایا تھا، وہ اتنی بڑی جائیداد سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے۔

فجر کی آذان کی آواز نے اصباح کو واپس حال میں پہنچادیا۔وہ ساری رات ماضی کی وادیوں میں تنہا سفر کر رہی تھی اور اب واپس حال میں لوٹتے وہ بستر سے اٹھ کھڑی ہوئی اور وضو کا ارادہ کرتے واش روم کی جانب بڑھ گئی۔

---

سورج کی مدہم ہوتی کِرنیں اس دومنزلہ مکان پر پڑتیں اُسے روشن کر رہی تھیں۔اس مکان کی بالائی منزل کے ایک کمرے میں اس وقت نیم اندھیرا تھا۔کچھ لمحے بیتے کہ اس کمرے میں موجود بیڈ پر لیٹے وجود میں حرکت ہوئی۔اس وجود نے اپنا ہاتھ آگے بڑھاتے بیڈ پر کسی کو تلاش کرنا چاہا،اسکی آنکھیں ابھی بھی بند تھیں۔ کسی کو اپنے قریب نہ پاکر اس نے ایک دم اپنی آنکھیں کھولیں،ماتھے پر پریشانی کی لکیریں نمودار ہوئیں، مگر اچانک کچھ یاد آنے پر اس کے چہرے کے تاثرات واپس نارمل ہو گئے۔بیڈ پر سیدھا ہوتے اس نے آنکھیں کھولیں اور سامنے لگی گھڑی کی جانب دیکھا،جو اس وقت شام کے چھ بجا رہی تھی۔اس نے بیڈ سے اٹھتے ایک نظر

آئینے پر ڈالی، پھر آگے بڑھتے سامنے پڑا ہیئر کلپ اٹھاتے اپنے بالوں کا رف سا جوڑا بنایا اور واش روم میں داخل ہو گئی۔اس کمرے میں ایک بڑا بیڈ، ایک الماری اور ایک ڈریسنگ ٹیبل موجود تھا۔بیڈ پر اس وقت سفید رنگ کی چادر بچھی تھی جبکہ دیواروں کا پینٹ بھی سفید رنگ کا تھا۔الماری کے بالکل ساتھ رکھے ٹیبل پر کچھ دوائیاں پڑی تھیں، جن کے ساتھ ایک ہرے رنگ کا بیگ پڑا تھا، جس پر لٹکتی کی۔چین پر اک نام تحریر تھا"سبرینہ"۔

کچھ دیر بعد وہ واش روم سے باہر آئی، اس کے چہرے سے پانی کی بوندیں ٹپک رہی تھیں۔اس نے آگے بڑھتے کھڑکی کے آگے کیے گئے پردوں کو ہٹایا، جس سے کمرہ روشنی میں نہا گیا۔وہ بیڈ پر پڑا اپنا دوپٹہ اٹھاتے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آئی اور دوپٹے کو سلیقے سے سر پر اوڑھتے، اس نے قدم باہر کی جانب بڑھا دیے۔وہ کمرے سے نکلتی لاؤنج میں آئی جہاں سامنے پڑے صوفے پر اسے تاشفین کی ایک کتاب پڑی نظر آئی، وہ آگے بڑھتے صوفے کے قریب گئی اور اس کتاب کو اٹھاتے وہ کچن

www.novelsclubb.com

کی جانب چل پڑی۔ کچن میں جاتے اس نے سامنے پڑے فریج سے ایک بوتل نکالی۔ بوتل نکالتے اس نے پانی گلاس میں انڈیلا اور بوتل کو واپس رکھتے وہ کچن سے باہر آئی اور صوفے پھر بیٹھتے پانی پینے لگی۔ اسے یہاں آئے آج پورے **"دو سال"** گزر چکے تھے۔ اس کی زندگی اب بہت سہل ہو چکی تھی۔ ڈاکٹر عافیہ نے اپنا کہا پورا کر دکھایا تھا۔ وہ واقعی اس کے لیے مسیحا بن کر آئی تھیں۔ سبرینہ اب کالج میں ایک اچھی پوسٹ پر لیکچرار تھی۔ اس کی تنخواہ اتنی تھی کہ وہ آرام سے اس گھر کا کرایہ ادا کرتے، اپنے تمام اخراجات بآسانی پورا کر سکتی تھی۔ وہ اپنی زندگی میں ڈاکٹر عافیہ کے یہ احسانات کبھی نہیں بھول سکتی تھی۔ پانی کا گلاس خالی کرتے اس نے گلاس ٹیبل پر رکھا اور وہ کتاب اٹھاتے قدم باہر کی جانب بڑھا دیے۔ اسے معلوم تھا کہ اس وقت تاشفین کہاں ہو گا!

یہ اس کا معمول بن چکا تھا کہ وہ ہر روز کالج سے واپسی پر تاشفین کو سکول سے لے کر گھر آتی، وہ دونوں ماں بیٹا کھانا کھا کر سو جاتے اور ہمیشہ سبرینہ کی آنکھ کھلنے

سے پہلے تاشفین اپنا بیگ اٹھائے ڈاکٹر عافیہ کے پاس جا پہنچتا۔اس کی اور ڈاکٹر عافیہ کی بہت بنتی تھی۔ وہ ان سے بہت مانوس ہو چکا تھا، وہ ڈاکٹر عافیہ کا ننھا دوست بن چکا تھا۔وہ ہمیشہ اپنا ہوم ورک ڈاکٹر عافیہ کے ہاسپٹل سے واپس آنے پر ان کے پاس جا کر ہی کرتا۔ وہ سیڑھیاں اترتی نیچے آئی، سامنے کا دروازہ عبور کرتے وہ لاؤنج میں داخل ہوئی جہاں وہ دونوں اس وقت کارپٹ پر بیٹھے تھے۔تاشفین اپنی کتابیں اپنے ارد گرد پھیلائے درمیان میں بیٹھا کام کرنے میں مصروف تھا جبکہ اس کے پاس بیٹھی ڈاکٹر عافیہ بہت غور سے اسے کام کرتا دیکھ رہی تھیں۔ آہٹ پر ان دونوں نے سر اٹھاتے سبرینہ کی جانب دیکھا۔ سبرینہ پر نظر پڑتے تاشفین نے ڈاکٹر عافیہ کی جانب دیکھا، جو اُسے ہی دیکھ رہی تھیں۔اس کی نظروں میں لکھا پیغام ڈاکٹر عافیہ جانتی تھیں، جہاں ہمیشہ کی طرح سبرینہ کی ڈانٹ سے بچا لینے کا پیغام تھا۔ سبرینہ کو بغیر بتائے نیچے آنے پر جب بھی وہ اسے ڈانٹنے کی کوشش کرتی تو وہ ہمیشہ ڈاکٹر عافیہ کو آگے کر دیتا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس کی ماں اُن کے آگے خاموش ہو جایا کرتی

ہے۔ سبرینہ آگے بڑھتے ان دونوں کے قریب آئی، وہ ڈاکٹر عافیہ کو سلام کرتے ان کے قریب بیٹھ گئی، جبکہ تاشفین مزید کِھسکتا ہوا ڈاکٹر عافیہ کے قریب ہوا۔

سبرینہ نے اپنی نظریں تاشفین پر جمائی ہوئی تھیں، اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی، ڈاکٹر عافیہ بول پڑیں،

"سبرینہ بچے کو مت ڈانٹنا" ہمیشہ کی طرح وہی جملہ، وہی بات! سبرینہ کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے،

"نہیں ڈانٹتی اموجان" ڈاکٹر عافیہ کے کہنے پر سبرینہ اب انہیں اموجان کے نام سے پکارنے لگی تھی کیونکہ وہ اسے بالکل اپنی بیٹیوں کی طرح عزیز رکھتی تھیں۔ اپنے ہاتھ میں پکڑی کتاب سبرینہ نے پاس پڑے تاشفین کے بیگ میں ڈال دی۔ سبرینہ کی یہ کاروائی سامنے بیٹھے تاشفین نے بغور دیکھی، وہ آگے بڑھتا ہوا بیگ کے قریب آیا اور وہ کتاب نکالتے اسے کھولنے لگا، وہ اس کے صفحے پلٹتا کچھ ڈھونڈنے میں مصروف تھا۔ وہ دونوں اس کی حرکتیں دیکھ رہی تھیں۔ کچھ دیر بعد

وہ ایک کاغذ ڈھونڈنے میں کامیاب ہوا۔وہ آنکھوں میں چمک اور ہونٹوں پر مسکراہٹ لیے ڈاکٹر عافیہ کی جانب بڑھا،

"اموجان یہ دیکھیں" اس نے وہ صفحہ ڈاکٹر عافیہ کی جانب بڑھایا۔وہ تاشفین کا آج کا ٹیسٹ تھا، جس میں اس کے پورے نمبر آئے تھے۔

"واہ بھئی واہ، ماشاءاللہ!" اس صفحہ کی جانب دیکھتے ڈاکٹر عافیہ بھی مسکرانے لگیں۔ سبرینہ نے سوالیہ نظروں سے ان کی جانب دیکھا،

"میرے چیمپین کے ٹیسٹ میں پورے نمبر آئے ہیں" سبرینہ کی سوالیہ نگاہیں خود پر محسوس کرتے ڈاکٹر عافیہ بولنے لگیں جس پر سبرینہ بھی مسکرانے لگی۔ڈاکٹر عافیہ نے آگے بڑھتے تاشفین کو اپنے ساتھ لگایا اور اس کے دونوں گال چومے۔ سبرینہ کے لیے اب یہ معمول بننے لگا تھا، وہ ڈاکٹر عافیہ سے اتنا مانوس ہو چکا تھا کہ اپنی ماں سے پہلے وہ ہمیشہ اپنی ہر کامیابی سب سے اموجان کو ہی دکھاتا تھا اور سبرینہ کے لیے یہ بات بہت خوشی کی تھی۔ وہ اس کی مسیحا تھیں، وہ چاہتی تھی کہ

اس کی اولاد ڈاکٹر عافیہ جیسی شخصیت کی حامل ہو، اُن جیسی رحم دل اور مہربان ہو۔ ڈاکٹر عافیہ نے تاشفین کے کان میں سرگوشی کی، جس پر وہ آگے بڑھتا سبرینہ کے پاس آیا، سبرینہ نے بھی اسے اپنے گلے لگاتے اس کا ماتھا چوما،

"شاباش! میرا بچہ" سبرینہ کے لبوں نے یہ الفاظ ادا کیے۔ اس کی زندگی کی ساری تلخیوں کا اثر زائل کرنے والا تاشفین ہی تو تھا، جو اس کے لیے سانس لینے جتنا اہم تھا۔

"سبرینہ تم رضیہ کو بتادو کہ آج رات کھانے میں کیا بنانا ہے" ڈاکٹر عافیہ نے سبرینہ کو مخاطب کیا، جس پر سبرینہ نے ان کی جانب دیکھا،

"جی اموجان" وہ یہ کہتی اٹھ کھڑی ہوئی، جبکہ تاشفین اپنی چھوڑی ہوئی جگہ پر دوبارہ ڈاکٹر عافیہ کے قریب جاکر کام کرنے لگا۔ سبرینہ قدم اٹھاتی کچن کی جانب آئی، شروع کے دو ماہ تو وہ اور تاشفین صرف اوپر والے پورشن تک محدود تھے مگر

پھر آہستہ آہستہ ڈاکٹر عافیہ کے ملنسار رویے اور ان کے اصرار پر وہ ان سے گھلنے ملنے لگی تھی اور انہی کے اصرار پر اب وہ رات کا کھانا انکے ساتھ ہی کھاتے تھے۔

---

آج مطلع ابر آلود تھا، آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے۔ وہ دونوں آہستہ آہستہ قدم اٹھاتیں کیفٹیریا کی جانب بڑھ رہی تھیں۔

"پروفیسر سارا کی کلاس کی ٹائمنگز کیا ہیں؟" امل نے اپنے ساتھ چلتی رُتبہ سے پوچھا، جو گہرے نیلے رنگ کی شارٹ فراک کے ساتھ سفید ٹراؤزر پہنے، آج معمول سے زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی۔ اس کا گورا رنگ دھوپ میں چمک رہا تھا۔

"دو بجے کلاس شروع ہو گی اور ختم کب ہو گی یہ تو وہی بہتر جانتی ہیں" رُتبہ نے امل کی جانب دیکھتے جواب دیا، جو اس وقت سیاہ جینز کے ساتھ سفید رنگ کی ٹاپ پہنے اس کے ساتھ چل رہی تھی۔

"بالکل" امل کی آواز بوجھل تھی۔وہ دونوں کیفٹیریا پہنچ چکی تھیں۔

"تم ٹھیک ہو امل ؟" وہاں پڑے ٹیبلز میں سے ایک ٹیبل پر اپنا بیگ رکھتے رُتبہ نے امل کو مخاطب کیا، رتبہ کے سوال پر امل نے اس کی جانب دیکھتے اثبات میں سر ہلایا،

"ہاں ٹھیک ہوں، بس آج کچھ زیادہ ہی تھک گئی ہوں" اس کے چہرے سے تھکان واضح تھی۔

"تو تم گھر چلی جاؤ" رُتبہ متفکر ہوئی،

"ہاں یہی سوچ رہی ہوں" امل کی بات پر رُتبہ نے اثبات میں سر ہلایا اور ایک نظر آس پاس بیٹھے سٹوڈنٹس پر ڈالی، جو سب اس وقت کھانے میں مصروف تھے، چٹ پٹے کھانوں کی خوشبو اسکے نتھوں سے ٹکرا رہی تھی۔اچانک امل کی آواز پر وہ اس کی جانب متوجہ ہوئی،

"او مائی گاڈ رُتبہ"

"کیا ہوا امل ؟" رتبہ یہ کہتے اس کے قریب آئی،

"رُتبہ پروفیسر یعقوب کا اسائنمنٹ!" امل کی بات سنتے رُتبہ کے چہرے کے تاثرات بھی امل سے مختلف نہ تھے۔ وہ بھی اسی کی طرح جلدی سے اپنا بیگ کھولتے کچھ تلاش کرنے لگی، کچھ دیر بعد وہ دونوں اپنے ہاتھوں میں فائلز تھامے بیٹھی تھیں۔

"اسائنمنٹ کی ڈیو ڈیٹ کیا تھی؟" امل کے سوال پر رُتبہ اپنا موبائل آن کرتے اس پر انگلیاں چلانے لگی، اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات تھے۔ موبائل اسکرین پر نظر آتی ایک تحریر پڑھتے اس کے تاثرات پر سکون ہوئے۔

"تھینک گاڈ! آج لاسٹ ڈیٹ ہے" رتبہ نے امل کو مخاطب کیا، رتبہ کی بات سنتے امل پر سکون ہوئی۔

"میں تو ابھی یہ اسائنمنٹ جمع کروانے جا رہی ہوں" رتبہ یہ کہتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"رتبہ پلیز میرا اسائنمنٹ بھی لے جاؤ، مجھ میں ایک قدم اٹھانے کی بھی ہمت نہیں ہے" امل کی بات پر رُتبہ نے اس کے ہاتھ میں موجود فائل تھامی،

"میں بس ابھی آتی ہوں" یہ کہتے رُتبہ قدم اٹھاتی ڈیپارٹمنٹ کی بلڈنگ کی جانب بڑھ گئی۔اس کی جانے کے بعد امل کے چہرے کے تاثرات یکدم تبدیل ہوئے۔وہ رتبہ کو تب تک دیکھتی رہی جب تک وہ اس کی نظروں سے اوجھل نہیں ہو گئی۔امل کے چہرے پر خطرناک حد تک سنجیدگی طاری ہو چکی تھی۔وہ پاس پڑا رتبہ کا موبائل اور بیگ دیکھتے ماضی کی تلخ یادوں میں کھونے لگی۔

**ماضی:-**

امل آفندی مشہور ایم-این-اے ستار آفندی کی اکلوتی اولاد تھی۔وہ سونے کا چمچ منہ میں لیے پیدا ہونے والے بچوں میں سے تھی۔بچپن سے لے کر آج تک جو

چیز اس کی نظر کو بھا جاتی، وہ اس کے قدموں میں لا دی جاتی۔ وہ ایک خوبصورت اور بگڑی ہوئی امیر زادی تھی۔ فیاض لاشاری اور ستار آفندی کی پرانی دوستی کے باعث وہ بچپن سے شہریار لاشاری کو جانتی تھی گزرتے وقت کے ساتھ ان کی دوستی بڑھتی جا رہی تھی۔ رتبہ سے اس کی پہلی ملاقات یونیورسٹی کے پہلے دن ہوئی تھی۔ امل کی جانب دوستی کا ہاتھ پہلے رُتبہ نے بڑھایا تھا۔ امل ہمیشہ دوست اپنی کلاس اور سٹیٹس کے مطابق بناتی تھی مگر نجانے رُتبہ میں اُسے ایسی کیا خاص بات محسوس ہوئی کہ اس نے رُتبہ کا دوستی کے لیے بڑھا ہوا ہاتھ تھام لیا مگر آج امل اُس ہاتھ کو تھام لینے کو اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی تصور کرتی تھی۔ ابھی ان کی دوستی ابتدائی مراحل میں ہی تھی کہ کچھ ایسا ہو گیا جس سے سب ختم ہو گیا۔ امل بچپن سے اپنے تایازاد فاروق آفندی کو بہت پسند کرتی تھی اور عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ اس کی پسندیدگی میں بھی اضافہ ہو رہا تھا۔ وہ اب اس سے محبت کرنے لگی تھی۔ دوسری جانب وہ یہ بھی سمجھتی تھی کہ جتنی محبت وہ فاروق سے کرتی ہے اتنی

ہی محبت وہ بھی امل اس سے کرتا ہے مگر اس کی یہ غلط فہمی بہت بری طرح دور ہوئی تھی۔ وہ ایک دن رُتبہ کو یونیورسٹی سے واپسی پر اپنے گھر لائی تھی تاکہ اسے اپنا عالیشان بنگلہ دکھا سکے مگر وہیں اس کی ملاقات فاروق سے ہو گئی۔ اس نے فاروق سے رُتبہ کا تعارف کروایا، وہ اس بات سے انجان تھی کہ یہ تعارف اسے کتنا مہنگا پڑنے والا ہے۔ کچھ دن مزید بہت سکون سے گزر گئے مگر ایک دن فاروق اسے اپنے ساتھ لنچ پر لے گیا۔ وہ بہت خوش تھی کہ شاید آج وہ اسے اپنے دل کا حال بتائے گا مگر فاروق کے دل کا حال جاننے کے بعد امل کو اُس ریسٹورنٹ کی چھت اپنے سر پر گرتی محسوس ہوئی۔ اسے آج بھی فاروق کے وہ الفاظ یاد تھے۔

"امل مجھے تمہاری دوست رُتبہ بہت اچھی لگی، میں اُس سے شادی کرنا چاہتا ہوں، کیا تم اس میں میری مدد کرو گی!"

اُن الفاظ نے امل کے دل کو ٹکڑوں میں تقسیم کر ڈالا تھا۔ بچپن سے لے کر آج تک اپنی ہر پسندیدہ چیز کو حاصل کرنے والی امل سے آج اس کی محبت چھین لی

گئی تھی۔ وہ دو دن اپنے کمرے میں بند روتی رہی مگر پھر اس کے اندر موجود وہ امل بیدار ہوئی جس کو آج تک رُتبہ نے دیکھا نہ تھا۔ اگلے دن اس نے یونیورسٹی کے گراؤنڈ میں سب کے سامنے رتبہ پر الزام لگاتے اس کے کردار پر کیچڑ اچھالا تھا۔ دوسری جانب رُتبہ اس کی ایک بھی بات سمجھنے سے قاصر تھی۔ امل اپنے غصے میں اتنی اندھی ہو چکی تھی کہ وہ دیکھ ہی نہیں پائی کہ اُس دن سٹوڈنٹس کے اس مجمعے میں وہ بھی کھڑا تھا۔ اُس دن فاروق وہاں موجود تھا اور اس نے امل کی ایک ایک بات سنی تھی، امل کی زبان نے جب انگارے برسانا بند کیے تو رُتبہ کا ضبط جواب دے گیا اور وہ روتے ہوئے اپنے گھر واپس آ گئی مگر وہیں امل کا سامنا فاروق سے ہوا اور اب امل کی زبان کو گویا تالا لگ چکا تھا۔

"مجھے تم سے ہر گز یہ امید نہیں تھی امل، تم اپنے حسد کی آگ میں اس قدر بڑھ جاؤ گی میں نے سوچا نہیں تھا، شیم آن یو امل" یہ الفاظ آج بھی امل کے کانوں میں کوڑوں کی مانند برستے تھے۔ دو ماہ تو وہ شدید ڈپریشن کا شکار رہی مگر پھر ایک

www.novelsclubb.com

دن اس کی ملاقات شہریار سے ہوئی، اس کی باتوں نے امل پر گہرا اثر ڈالا۔ وہ دونوں ایک ہی انسان سے بدلہ لینا چاہتے تھے۔ شہریار نے اسے اپنے بنائے گئے سارے پلان کے بارے میں آگاہ کیا اور اس کا ساتھ مانگا جس پر امل نے رضامندی کا اظہار کرتے اس سے ہاتھ ملایا۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد اس بار امل نے رُتبہ کی جانب دوستی کا ہاتھ بڑھایا، چند موٹے موٹے آنسو بہاتے، اس نے معافی مانگی اور اپنی محبت کی دکھ بھری داستان سنائی، دوسری جانب رُتبہ نے بنا سوچے سمجھے اس کا بڑھا ہوا ہاتھ تھام لیا۔ ہر گزرتے دن کے ساتھ امل رُتبہ کا اعتبار واپس جیتنے کی کوشش میں مگن تھی۔ جس میں وہ بہت حد تک کامیاب ہو چکی تھی۔ اس کی زندگی کا مقصد اب صرف رُتبہ صدیقی کو برباد کرنا تھا، پوری طرح برباد!

حال میں واپس لوٹتے اس نے پاس پڑا رُتبہ کا موبائل اٹھایا اور ایک نظر اِدھر اُدھر دیکھتے، وہ اس موبائل پر تیز تیز انگلیاں چلانے لگی۔

---

وہ اس وقت گراؤنڈ میں لگے بینچز میں سے ایک پر بیٹھا احد کا منتظر تھا۔ وہ مسلسل اِدھر اُدھر نظریں دوڑاتا احد کو ڈھونڈ رہا تھا جو پانچ منٹ کا کہہ کر 20 منٹ بعد بھی نہیں آیا تھا۔ وہ ابھی اِدھر اُدھر دیکھنے میں ہی مصروف تھا کہ اچانک اس کی نگاہ کچھ فاصلے سے گزرتی رُتبہ پر پڑی، رُتبہ پر نظر پڑتے ہی اس کے چہرے کے تاثرات سرد پڑنے لگے۔ آنکھوں میں انتقام کی آگ جلنے لگی، اسے آج بھی وہ دن یاد تھا جس دن رُتبہ کی وجہ سے وہ پورے ڈپارٹمنٹ کے سامنے بے عزت ہوا تھا۔ وہ اس دن کو کبھی بھول نہیں سکتا تھا اور نہ ہی وہ خود اُس دن کو بھلانا چاہتا تھا۔ وہ وہیں اُس بینچ پر بیٹھا ایک بار پھر اُس دن ہونے والے واقعے میں کھونے لگا۔

www.novelsclubb.com

**ماضی:-**

یونیورسٹی میں اُن دنوں نئے سیشن کا آغاز ہوا تھا اور ہر جانب نئے سٹوڈنٹس کا رش تھا، جن کے چہروں پر چھائے تاثرات یہ بتانے کے لیے کافی تھے کہ وہ فرسٹ ایئر سٹوڈنٹس ہیں۔ شہر یار اور اُس کے کچھ دوست نیو سٹوڈنٹس کی ریگنگ کرنے

میں مصروف تھے۔شہریار اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ اس وقت گراؤنڈ میں موجود کچھ نئے سٹوڈنٹس کے گروپ کے گرد چکر کاٹتے انہیں تنگ کرنے میں مصروف تھا۔اُن اسٹوڈنٹس میں کچھ لڑکیاں بھی تھیں،ان لڑکیوں میں رُتبہ صدیقی بھی تھی۔وہاں موجود تمام لڑکوں کو مختلف ٹاسک دیتے وہ ان پر ہنس رہے تھے۔اب باری لڑکیوں کی تھی۔

"گرلز تھوڑا آگے آجاؤ،اب تم سب کی باری ہے" شہریار کی دائیں جانب کھڑا ایک لڑکا بولا،

"سب سے پہلی باری اُس گلابی دوپٹے والی کی ہو گی" شہریار نے اُن لڑکیوں میں سے ایک جانب اشارہ کیا،جس کی بائیں جانب رُتبہ کھڑی تھی۔وہ لڑکی آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے آگے آئی۔ان کے آس پاس بہت سے سٹوڈنٹس جمع ہو چکے تھے۔

"حسینہ ذرا اپنا نام تو بتاؤ" ان لڑکوں میں سے ایک لڑکا لوفرانہ انداز میں بولا،

"ہا۔۔۔۔ہانیہ" وہ لڑکی لڑکھڑاتے لہجے میں بولی،

"واہ نام تو بہت اچھا ہے" وہی لڑکا کچھ قدم آگے بڑھاتا بولا،

"چلو شہریار بتاؤ کہ ہانیہ ہمیں کیا کر کے دکھائے گی" وہ اُس لڑکی کے نام پر زور دیتا بولا،

"یہ آنکھیں بند کر کے اِس گراؤنڈ کے پورے دو چکر لگائے گی" شہریار کی بات پر وہ لڑکی اُس کی جانب دیکھتی بولنے لگی،

"یہ۔۔۔۔۔یہ میں نہیں کر سکتی"

"کرنا تو پڑے گا" وہ سب اس لڑکی کو مجبور کرنے لگے جبکہ وہ لڑکی مسلسل انکار کر رہی تھی۔ یہ سب دیکھتے پیچھے کھڑی رُتبہ اب مزید برداشت نہیں کر سکی اور قدم اٹھاتی آگے آئی،

"جب وہ کہہ رہی ہے کہ وہ یہ نہیں کرنا چاہتی تو تم لوگ اس کے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے" رُتبہ کی آواز پر وہاں موجود سب لوگ اس کی جانب متوجہ ہوئے۔

"تمہیں کیا مسئلہ ہے! ہم نے تمہیں تو کچھ نہیں کہا، تمہاری باری تو ابھی آئے گی" شہریار کی دائیں جانب کھڑا لڑکا اسے مخاطب کرتا بولا،

"ہانیہ تمہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے، میں تمہارے ساتھ ہوں" وہ اُس لڑکے کی بات کو نظرانداز کرتے بولی،

"اگر تمہیں اِس سے اتنی ہی ہمدردی ہے تو جو کام ہم نے اِسے دیا ہے وہ تم کر دو بلکہ ۔۔۔۔" شہریار رُتبہ کی ہمت دیکھتا بولنے لگا،

"بلکہ ایک کام کرو، یہ بوتل پکڑو" اس نے اپنے ساتھ کھڑے لڑکے کے ہاتھ میں موجود پانی سے بھری بوتل پکڑتے رُتبہ کی جانب بڑھائی،

"ارے پکڑو تو سہی" شہریار کے دوبارہ کہنے پر رُتبہ نے ہاتھ بڑھاتے وہ بوتل پکڑلی،

"شاباش! اب یہ پانی اپنی اِس پیاری سی دوست پر ڈال دو" شہریار یہ کہتا اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر ہنسنے لگا،

"ہری اَپ، ہری اَپ" رُتبہ کو مسلسل کھڑے دیکھ کر شہریار بولا، اس کے دوبارہ بولنے پر رُتبہ نے کچھ قدم آگے بڑھاتے، وہ پانی کی بوتل شہریار کے سر پر ڈال دی۔ پانی شہریار کے چہرے اور کپڑوں کو بھگونے لگا۔ رُتبہ کی اس حرکت پر وہاں کھڑے تمام سٹوڈنٹس حیران رہ گئے۔ شہریار تیزی سے پیچھے ہٹا،

"لو ڈال دیا پانی!" رُتبہ پانی کی خالی بوتل زور سے زمین پر مارتے بولی،

"اے لڑکی تمہاری ہمت کیسے ہوئی! تم جانتی نہیں میں کون ہوں" شہریار کا چہرہ غصے سے لال پڑنے لگا، اس کی آنکھیں آگ برسا رہی تھیں، اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اِس لڑکی کو اسی وقت اُس کی اوقات یاد دلا دے۔

"میں جاننا بھی نہیں چاہتی کہ تم کون ہو مگر آئندہ کسی لڑکی کو تنگ کرنے سے پہلے اپنی یہ ذلت یاد رکھنا" رُتبہ یہ بولتے ہانیہ کا ہاتھ تھامتے وہاں سے چلی گئی جبکہ وہاں کھڑے شہریار نے ایک نظر اپنے ارد گرد کھڑے سٹوڈنٹس پر ڈالی، جن کے چہروں پر موجود تمسخرانہ ہنسی اس کے غصے میں مزید اضافہ کر گئی۔ وہ اِس گراؤنڈ میں دوسروں کا مذاق بنانے آیا تھا مگر وہ لڑکی سب کے سامنے اُس کا مذاق بنا کر چلی گئی تھی۔ اُس دن سے شہریار کے اندر انتقام کی آگ جل رہی تھی۔ وہ رُتبہ کو سب کے سامنے ویسے ہی بے عزت کرنا چاہتا تھا۔ وہ صحیح وقت کا منتظر تھا جب اُسے امل اور رُتبہ والے واقعہ کا علم ہوا۔ اسے اپنا انتقام لینے کا ایک اور راستہ مل گیا تھا جبکہ دوسری جانب رُتبہ شہریار کی خاموشی پر پہلے تو بہت حیران ہوئی تھی کیونکہ وہ اُس کے متوقع ردعمل کے لیے خود کو تیار کر چکی تھی مگر شہریار کی جانب سے مکمل خاموشی پر وہ پرسکون ہو چکی تھی کہ شاید اسے اپنی غلطی کا احساس ہو چکا ہو۔ رُتبہ نڈر مگر بہت بے وقوف تھی۔

شہریار کو ان خیالوں سے احد کی آواز نے نکالا۔ آج اس بینچ پر بیٹھے شہریار کے دل میں رُتبہ کے لیے نفرت میں ایک بار پھر اضافہ ہوا تھا۔

---

شہرِ کراچی میں اس وقت رات چھا چکی تھی، چاند بھی کچھ دیر اپنی حاضری لگوا کر اب جا چکا تھا۔ وہ اس وقت لاؤنج میں بیٹھی فائل میں رکھے پیپرز چیک کر رہی تھی۔ ذہن میں ایک خیال نمودار ہوتے اُس نے گھڑی کی جانب دیکھا جو رات کے 11 بجا رہی تھی۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھتی کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ کمرے میں داخل ہوتے اس کی نگاہ بیڈ پر لیٹے تاشفین پر پڑی جس کا چہرہ اس وقت ایک کتاب کے نیچے چھپا تھا۔ سبرینہ نے آگے بڑھتے وہ کتاب اس کے چہرے سے ہٹائی، وہ سو چکا تھا۔ سبرینہ نے مسکراتے ہوئے اس کی کتاب سائیڈ ٹیبل پر رکھی اور پاس پڑی چادر تاشفین پر ڈالتے، اس نے اسکے ماتھے پر بکھرے بال سمیٹے اور کمرے کی لائٹ بند کرتے باہر آگئی۔ واپس لاؤنج میں آتے وہ دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔ ابھی

کچھ ہی دیر گزری تھی کہ دروازے پر ہوتی دستک نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا، سبرینہ کہ لب بے ساختہ مسکراہٹ میں ڈھلے، اسے معلوم تھا کہ آنے والا کون ہے!

وہ اپنے جگہ سے اٹھتی، دروازے کی جانب بڑھی اور دروازہ کھولا، سامنے ڈاکٹر عافیہ ہلکے آسمانی رنگ کی شال اوڑھے کھڑی تھیں۔ ڈاکٹر عافیہ کے اندر داخل ہونے پر سبرینہ نے انہیں مخاطب کیا،

آپ بیٹھیں اموجان، میں ابھی چائے بنا کر لاتی ہوں" سبرینہ یہ بولتے کچن کی جانب بڑھ گئی، ڈاکٹر عافیہ اس کی بات پر سر ہلاتے صوفے پر جا بیٹھیں۔

یہ ان دونوں کا روز کا معمول تھا، وہ دونوں ہر روز اس وقت ساتھ بیٹھ کر چائے پیتیں اور دن بھر کی روداد ایک دوسرے کو سناتیں۔ کچھ دیر بعد سبرینہ ایک ٹرے تھامے کچن سے واپس آئی۔ ٹرے میں چائے کے دو بھاپ اُڑاتے کپ موجود تھے۔ ٹرے ٹیبل پر رکھتے وہ ان کے سامنے والے صوفے پر جا بیٹھی۔

"تاشفین سو گیا؟"ڈاکٹر عافیہ نے سبرینہ کو مخاطب کیا، جو پاس پڑے پیپرز فائل میں رکھ رہی تھی۔

"جی اموجان، بس ابھی کچھ دیر پہلے ہی سویا ہے" سبرینہ نے فائل بند کر کے ایک جانب رکھتے ہوئے انہیں جواب دیا۔

"سبرینہ مجھے آج تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے"ڈاکٹر عافیہ کی بات پر سبرینہ کی نظریں بے ساختہ ان کی جانب اٹھیں، ان کا چہرہ بھی ان کے لہجے کی طرح سنجیدہ تھا۔

"جی اموجان کہیں" وہ چائے کا ایک کپ اُن کی جانب بڑھاتے بولی،

"تاشفین اب بڑا ہو رہا ہے سبرینہ" وہ ایک لمحے کو رکیں،

"اگلے ماہ وہ پورے 10 برس کا ہو جائے گا" وہ خاموش ہوتے سبرینہ کے چہرے کے تاثرات دیکھنے لگیں۔

"اموجان آپ جو بھی کہنا چاہتی ہیں، کھل کر کہیں!" وہ بمشکل مسکراتے ہوئے بولی، اس کا دماغ الجھنے لگا تھا۔

"دیکھو سبرینہ میری بات بہت تحمل سے سننا" سبرینہ کی بات کے جواب میں وہ بولنے لگیں،

"اب تمہیں تاشفین کو اُس کے باپ کے بارے میں حقیقت بتا دینی چاہیے" سبرینہ نے اپنی نگاہیں اٹھاتے، ان کی جانب دیکھا مگر خاموش رہی۔

"مجھے معلوم ہے کہ ابھی وہ اِن معاملات کو سمجھنے کے لیے چھوٹا ہے مگر میں یہ بھی جانتی ہوں کہ تمہیں بھی خود کو اُس کے متوقع ردِ عمل کے لیے تیار کرنے میں بہت وقت لگے گا" وہ خاموش ہو گئیں۔

"مگر اموجان میں۔۔۔۔" اس کا لہجہ لڑکھڑاہٹ کا شکار تھا۔


NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں نہیں چاہتی کہ میری غلطیوں کی وجہ سے اُس کی زندگی پر کوئی بھی بُرا اثر پڑے،اُس۔۔۔۔اُس کی زندگی متاثر ہو۔۔۔۔"

"مگر اُس کی زندگی تو پہلے ہی اثرانداز ہو چکی ہے سبرینہ !"ان کی بات پر سبرینہ نظریں چرا گئی۔

"وہ اپنے باپ کے زندہ ہوتے ہوئے بھی یتیم ہے سبرینہ ! کیا اِس سے زیادہ بھی اسکی زندگی متاثر ہو سکتی ہے؟"سبرینہ کے پاس انکی بات کو کوئی جواب نہ تھا۔کچھ لمحے خاموشی کی نظر ہوئے۔

"امو جان"سبرینہ نے انہیں اپنی جانب متوجہ کیا،اُس کی آواز رندھنے لگی تھی۔

"میں۔۔میں۔۔۔اپنی اولاد کی نظروں میں گرنا نہیں چاہتی،میں نہیں چاہتی کہ اسے میرے تاریک ماضی کا علم ہو کہ میں۔۔۔میں اپنے ماں باپ کی موت کی ذمہ دار ہوں۔۔"

"سبرینہ جو ہو چکا اسے ہم اب بدل نہیں سکتے پر اگر ہم ہر وقت ماضی کے زیرِ اثر رہیں گے اور یہ سوچتے رہیں گے کہ کہیں ہمارا تاریک ماضی ہمارے روشن حال کو نگل نہ جائے تو ہم کبھی آگے نہیں بڑھ پائیں گے" وہ سبرینہ کی جانب دیکھتے کہہ رہی تھیں، جو نگاہیں جھکائے ان کی باتیں سن رہی تھی۔ ان کی بات کے جواب میں سبرینہ خاموش رہی۔

"میں اکثر حیران ہوتی ہوں سبرینہ کہ تم جیسی سمجھدار لڑکی کیسے اتنی بڑی غلطی کر سکتی ہے؟" ان کی بات پر سبرینہ نے اپنا جھکا سر اٹھایا، ان کا اشارہ کس جانب تھا وہ سمجھ چکی تھی۔

"چاہے جانے کا احساس بہت خوشگوار اور طاقتور ہوتا ہے اموجان، یہ انسان سے وہ کام کروا دیتا ہے جو انسان کبھی نہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہو!"

"مگر پھر بھی سبرینہ ہم تقریباروزا ایسے معاملات کے بارے میں سنتے ہیں کہ گھر سے بھاگی ہوئی لڑکیاں کن مصائب سے گزرتی ہیں، اُن کے حالات لوگوں کے

لیے عبرت ہی تو ہوتے ہیں" ان کی بات پر سبرینہ مسکرائی، اس کی مسکراہٹ میں تلخی تھی۔

"اموجان یہ دنیا بڑی عجیب ہے، یہاں کوئی کسی کے انجام سے عبرت حاصل نہیں کرتا" وہ رکی اور پھر بولنے لگی۔

"انسان محض اپنی غلطی سے سیکھتا ہے اگر کسی کی غلطی سے اُسے نصیحت یا عبرت ملتی تو ایک پھانسی پر جرم جڑ سے ختم ہو جاتا!" سبرینہ کی بات درست تھی، ہم کہاں کسی کی انجام سے سبق سیکھتے ہیں!

اگر بڑے معاملات کی جانب نہ بھی جایا جائے تو ایک چھوٹی سی مثال لیتے ہیں۔ سگریٹ کا استعمال انسان کو موت کے منہ میں دھکیل دیتا ہے۔ ہر سال 80 لاکھ لوگ تمباکونوشی کی وجہ سے موت کو گلے لگاتے ہیں مگر اس کے باوجود، آج بھی دنیا میں سب سے زیادہ بکنے والی چیز سگریٹ ہے!

چلیں ایک اور مثال لیتے ہیں، سڑک پر ہونے والے حادثات کی سب سے بڑی وجہ تیز رفتاری اور قوانین کے خلاف ورزی ہے۔ ہر روز نجانے کتنے لوگ اِن حادثات میں اپنی جان کی بازی ہار جاتے ہیں مگر اس کے باوجود بھی پاکستان کا شمار دنیا کے اُن ممالک میں ہوتا ہے جہاں ہر سال ہزاروں کی تعداد میں لوگ اِن حادثات کی نظر ہو کر اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں، مگر کیا اِن سب کے باوجود بھی ہم کسی کے انجام سے سبق سیکھتے ہیں؟

"مجھے۔۔۔مجھے بہت وقت لگ جائے گا امو جان، اسے سب حقیقت بتانے میں۔۔۔" دونوں کے درمیان چھائی خاموشی کو سبرینہ کی آواز نے توڑا۔

"اسی لیے تو کہہ رہی ہوں سبرینہ کہ آج سے ہی خود کو تیار کرنا شروع کر دو تاکہ جب وہ ہر چیز سمجھنے کے قابل ہو جائے تو تم اسے سب معاملات سچ بتا سکو کیونکہ۔۔۔" وہ رکیں۔

www.novelsclubb.com

"یہ بہت بہتر ہو گا کہ وہ سب سچائی اسے تم بتاؤ بجائے اِس کے کہ یہ بات اُسے کسی اور سے معلوم ہو" ان کی بات پر سبرینہ نے اثبات میں سر ہلایا۔ سامنے پڑی چائے سے بھرے کپ اب ٹھنڈے ہو چکے تھے۔

"میں چائے گرم کر کے لاتی ہوں" سبرینہ خاموشی سے اٹھ کھڑی ہوئی اور ٹرے اٹھاتے کچن کی جانب چلی گئی۔ ڈاکٹر عافیہ کو معلوم تھا کہ یہ سب اس کے لیے کتنا مشکل ہے مگر وہ چاہتی تھیں کہ وہ مضبوط بنے، اتنی مضبوط کہ اس ظالم معاشرے کی کوئی بھی سختی اسے کمزور نہ کر سکے۔

---

www.novelsclubb.com

وہ اس وقت کچن میں موجود تھی، آخری برتن دھو کر رکھتے اُس نے نل بند کیا کہ اس کی سماعت سے پریشر کُکر کی آواز ٹکرائی، تیزی سے آگے بڑھتے اس نے چولہا بند کیا اور فریج کی جانب بڑھ گئی۔ فریج سے سفید رنگ کا ڈبہ باہر نکال کر شیلف پر رکھتے، اس نے ایک نظر کچن پر ڈالی اور کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ کمرے

میں داخل ہوتے ہی اس کی نگاہ فرش پر بیٹھے تاشفین پر پڑی جسے دیکھتے اس کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے،

"تاشفین یہ تم کیا کر رہے ہو؟ پورا گھنٹہ ہونے والا ہے اور تم ابھی تک نہانے نہیں گئے" وہ غصے سے بولتی اس کے قریب آئی۔ سبرینہ کی آواز پر تاشفین فورا اپنے سامنے پڑے کاغذ سمیٹنے لگا،

"بس امی، دس منٹ اور دے دیں، پھر میں نہا لوں گا" وہ سارے کاغذ سمیٹ کر ایک جانب رکھتے، ایک کاغذ پر جھک کر کچھ لکھنے لگا۔

"مگر پھر بھی بتاؤ تو سہی کہ تم تب سے کیا کرنے میں مصروف ہو؟" وہ اس کے سامنے رکھی کرسی پر جا بیٹھی۔ اس کی بات پر تاشفین نے اپنی جھکی گردن اٹھاتے سبرینہ کی جانب دیکھا، اس کی بھوری آنکھوں میں ایک خوشگوار چمک تھی۔

"میں کارڈز بنا رہا ہوں امی" وہ مسکراتے ہوئے دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

"کاڈز! مگر کس کے لیے؟" سبرینہ کے پوچھنے پر اِس بار تاشفین نے بغیر گردن اٹھائے اسے جواب دیا،

"اپنے دوستوں کے لیے"

"کون سے دوست؟" اس بار سبرینہ الجھن کا شکار ہوئی،

"اموجان کے گھر میرے دو دوست آ رہے ہیں نہ اُن کے لیے" تاشفین کی بات پر سبرینہ کی ساری الجھن ایک دم دور ہوئی، وہ سمجھ چکی تھی کہ تاشفین کن کی بات کر رہا تھا۔ وہ تاشفین کو دیکھنے لگی جو بہت خوشی اور لگن سے اپنے کام میں مصروف تھا۔ بالکل ایسی ہی خوشی وہ پچھلے ایک ہفتے سے اموجان کے چہرے پر دیکھ رہی تھی کیونکہ اُن کا بیٹا پورے تین سال بعد پاکستان واپس آ رہا تھا۔

ڈاکٹر عافیہ کا تعلق وادیِ ہنزہ سے تھا، وہ اور اُن کے شوہر آفریدی تھے۔ شوہر کی وفات کے بعد انہوں نے اکیلے ہی اپنی اولاد کی پرورش کی تھی۔ اُن کا بیٹا صائم آفریدی بھی پیشے کے لحاظ سے ڈاکٹر تھا، جس نے اپنی تعلیم بھی بیرونِ ملک حاصل کی تھی اور وہیں کی ایک مسلمان لڑکی جو اسکی کولیگ بھی تھی، امو جان کی رضامندی کے ساتھ اس سے شادی کی تھی۔ شادی کے بعد وہ پہلی بار پاکستان اپنی بیوی کے ساتھ اپنے بیٹے کی پیدائش پر آیا تھا اور اب تین سال بعد اللہ نے اسے ایک رحمت سے نوازا تھا۔ سبرینہ امو جان کی خوشی میں خوش تھی مگر کہیں نہ کہیں اس کے دل میں ایک ڈر، ایک خوف موجود تھا جس کی وجہ سے وہ خود انجان تھی۔

www.novelsclubb.com

---

شام کے سات بج چکے تھے، آسمان پر چھائی روشنی مدھم ہونے لگی تھی۔ سورج بخوبی اپنا فرض انجام دیتے رخصت ہو چکا تھا۔ وہ ٹیکسی سے اترتی کچھ قدم پیدل چلتے گیٹ کے قریب آئی اور بیل کے بٹن پر ہاتھ رکھا۔ کچھ لمحے بعد

حرم نے دروازہ کھولا۔دروازہ کھلتے وہ اندر داخل ہوئی۔لاؤنج میں پہنچتے اس کی نظر سامنے کارپٹ پر لیٹی رُتبہ پر پڑی جبکہ اِصباح اس کے ساتھ بیٹھی تھی۔وہ دونوں بہت انہماک سے سکرین پر لگا ڈرامہ دیکھ رہی تھیں۔آبرو کے سلام کرنے پر اِصباح اسکی جانب متوجہ ہوئی،اس سے پہلے کہ اِصباح کچھ کہتی،آبرو بولنے لگی۔

"امی کہاں ہیں؟"آبرو نے اصباح کو مخاطب کیا،

"امی اپنے کمرے میں نماز پڑھ رہی ہیں"اِصباح اسے جواب دیتے کچن کی جانب بڑھ گئی۔آبرو نے ایک نظر رُتبہ پر ڈالی جو ابھی تک سکرین پر نظر آنے والے سینز دیکھنے میں مصروف تھی،اسے ارد گرد کا کچھ ہوش نہ تھا۔آبرو نفی میں سر ہلاتے اپنے کمرے کی جانب چلی گئی۔اپنے ہاتھ میں موجود فائلز کو ٹیبل پر پڑی باقی فائلز کے ساتھ رکھتے وہ فریش ہونے چلی گئی۔کچھ دیر بعد وہ سیاہ رنگ کے ٹراؤزر کے ساتھ ہلکے سبز رنگ کی قمیض پہنے باہر آئی،پانی کی بوندیں اس کے چہرے سے ٹپک رہی تھیں۔ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آتے اس نے اپنے بالوں

میں لگا کلپ اتار کر سامنے رکھا اور برش اٹھاتے اپنے بالوں میں پھیرنے لگی۔ بالوں کا رف سا جوڑا بناتے وہ صالحہ بیگم کے کمرے کی جانب چلی گئی۔ کمرے میں داخل ہوتے اس نے انہیں سلام کیا اور بیڈ پر جا بیٹھی۔ جائے نماز پر بیٹھی صالحہ بیگم دعا کے لیے اٹھائے ہاتھ چہرے پر پھیرتے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"وعلیکم السلام بیٹا"

"آپ کی طبیعت کیسی ہے امی؟" آبرو نے انکی جانب دیکھتے سوال کیا،

"الحمدللہ بہت بہتر ہے، تم سناؤ سب خیریت ہے آج اتنی دیر ہو گئی!" وہ جائے نماز تہہ کر کے ایک جانب رکھتے بولیں،

"جی امی سب خیریت ہے، بس آج ایک کلائنٹ سے ملنا تھا اس لیے دیر ہو گئی" وہ سائیڈ ٹیبل پر پڑی تسبیح پکڑتے بولی، صالحہ بیگم بھی آبرو کے ساتھ بیڈ پر آ بیٹھیں۔

"امی آپ سے ایک بات پوچھوں" آبرو کے سوال پر صالحہ بیگم نے اس کے چہرے کی جانب دیکھا، جو آج معمول سے زیادہ سنجیدہ لگ رہا تھا۔

"ہاں پوچھو"

"کیا کسی عورت کے نصیب میں لکھے دکھوں اور تکلیفوں سے اُسے اُس کے پاس موجود دولت بچا سکتی ہے؟" آبرو نے سوال کرتے صالحہ بیگم کی جانب دیکھا جو کچھ لمحے خاموش رہیں،

"نہیں بیٹا انسان کے نصیب میں لکھی تکلیفوں سے اسے کوئی چیز نہیں بچا سکتی، دولت تو بالکل نہیں" ان کی آواز میں تاسف تھا۔ ان کی بات پر آبرو کے چہرے پر ایک تلخ مسکراہٹ در آئی۔

"آبرو سب خیریت ہے نہ" صالحہ بیگم کے سوال پر آبرو نے ایک نظر انکے چہرے پر ڈالی اور آگے بڑھتے ان کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان لیتے بولنے لگی،

"جی امی سب خیر ہے، بس آج جو میری کلائنٹ تھی، جس سے میں ابھی مل کر آرہی ہوں، اس کی کہانی نے تھوڑا پریشان کر دیا تھا" وہ رکی اور صالحہ بیگم کی جانب دیکھا جو سوالیہ نظروں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھیں۔

"رشناء ایک 30 سالہ پڑھی لکھی خوبصورت عورت ہے۔ اللہ نے اسے دنیا کی ہر دولت سے نوازا ہے، اس کے سر پر باپ کا سایہ موجود ہے، بھائیوں کا آسرا ہے مگر پھر بھی امی۔۔۔ اُسے اس کے نصیب نے ہرا دیا" آبرو اپنا سر صالحہ بیگم کی گود میں رکھتے لیٹ گئی۔

"اس کی شادی کو نو سال ہو چکے ہیں، اللہ نے اُسے نعمت اور رحمت دونوں سے نوازا ہے مگر۔۔۔۔" آبرو نے گہری سانس لی۔

"مگر پھر بھی وہ ایک بدنصیب بیوی ہے، جس کا شوہر اس کے اور اس کی اولاد کے ہوتے ہوئے، باہر عیاشیاں کرتا ہے، اس کے بہت سی عورتوں سے تعلقات ہیں، صرف یہی نہیں امی وہ ہر قسم کا نشہ کرتا ہے اور بہت بار تو وہ نشے کی حالت میں

اپنی بیوی پر ہاتھ بھی اٹھا چکا ہے اور آج جب وہ عورت اور اس کے گھر والے خلع کا مطالبہ کر رہے ہیں تو وہ خلع پر راضی نہیں۔اس کی شرط ہے کہ وہ بچے اپنے ساتھ رکھے گا" آبرو واپس اپنی جگہ پر اُٹھ بیٹھی،

"وہ بہت پریشان تھی امی، وہ اپنی اولاد کو اُس شخص کے حوالے ہر گز نہیں کرنا چاہتی" آبرو صالحہ بیگم کی جانب دیکھتے بول رہی تھی جو چہرے پر پریشانی کے تاثرات لیے اس کی باتیں سن رہی تھیں۔

"رشناء کے بھائی نے بہت سے وکیلوں سے بات کی مگر نجانے کیوں کوئی بھی ان کا کیس لینے کو تیار ہی نہیں، سب ایک ہی بات کہہ رہے ہیں کہ سرفراز (رشناء کا شوہر) بہت پیسے والا ہے، وہ کبھی بھی رشناء کو یہ کیس جیتنے نہیں دے گا" آبرو خاموش ہو گئی۔

"تو تم اب کیا کرو گی آبرو؟" صالحہ بیگم کے پوچھنے پر آبرو کے چہرے کے تاثرات بدلے،

"میں یہ کیس لڑوں گی امی، میں ہر ممکن کوشش کروں گی کہ رشناء کو انصاف دلا سکوں، اسے اُس کی اولاد اور اس شخص سے چھٹکارا دونوں حاصل ہو جائیں" آبرو کے لہجے پہ صالحہ بیگم مسکرائیں مگر پھر ان کے چہرے پر فکر کے تاثرات ابھرے،

"""تمہیں کوئی خطرہ تو نہیں ہو گا آبرو" وہ متفکر لہجے میں بولیں،

"نہیں امی آپ پریشان مت ہوں، بس اللہ پہ بھروسہ رکھیں، اللہ نے چاہا تو سب بہتر ہو گا" آبرو نے مسکراتے ہوئے صالحہ بیگم کو تسلی دی۔

"امی آپ کی حفصہ آپی سے بات ہوئی؟" وہ ان کی توجہ دوسری جانب کرنے کے لیے بولی،

"نہیں میری بات تو نہیں ہوئی، کیوں کیا ہوا؟"

"کچھ نہیں امی، وہ شاید آج مجھے کال کر رہی تھیں پر مصروفیت کی وجہ سے میں ان سے بات نہیں کر سکی تو مجھے لگا کہ شاید آپ کی ان سے بات ہوئی ہو" آبرو کی بات پر صالحہ بیگم بولنے لگیں۔

"مجھے حفصہ کا نمبر ملا دو، میں ابھی اس سے بات کرتی ہوں، اللہ کرے سب خیر ہو" صالحہ بیگم کی بات پر آبرو اثبات میں سر ہلاتے حفصہ کو کال کرنے لگی۔

---

کراچی کا موسم آج کافی خوشگوار تھا، آسمان پر بادلوں کا بسیرا تھا۔ ہلکی اور ٹھنڈی ہوا ماحول کو مزید خوشگوار بنا رہی تھی۔ وہ سب اس وقت لاؤنج میں بیٹھے تھے۔ سامنے رکھے بڑے صوفے پر اموجان بیٹھی تھیں، جن کی گود میں گلابی کمبل میں لپٹی ایک چھوٹی سی گڑیا موجود تھی جو اس وقت سکون سے سو رہی تھیں جبکہ اُن کی دائیں جانب ان کا بیٹا موجود تھا۔ سامنے رکھے دو صوفوں میں سے ایک پر سبرینہ جبکہ دوسرے صوفے پر حلیمہ (اموجان کی بہو) بیٹھی تھی۔ جس کی گود میں

ایک تین سالہ بچہ منہ میں فیڈر ڈالے بیٹھا تھا، جو بہت غور سے آس پاس موجود چیزوں اور انسانوں کا جائزہ لینے میں مصروف تھا جبکہ تاشفین سبرینہ کے صوفے کے ساتھ کھڑا مسلسل اُس چھوٹے بچے کی نظریں خود پر محسوس کرتا کنفیوز ہو رہا تھا۔ وہ اُن دونوں بچوں کو دیکھتے پہلے ہی حیرت میں مبتلا تھا کیونکہ اُن دو دوستوں کا اس کے دماغ میں بنایا گیا خاکہ بالکل غلط ثابت ہوا تھا۔ سبرینہ کا تعارف اموجان اس کے آنے سے پہلے ہی کروا چکی تھیں اور اس بات کا اندازہ سبرینہ کو اُن دونوں کے خوشگوار رویے سے بخوبی ہو گیا تھا۔

"زاویار صرف دو ماہ کا تھا جب یہ دونوں واپس چلے گئے تھے" اموجان نے زاویار کی جانب دیکھتے کہا جو بہت غور سے اموجان کو دیکھ رہا تھا۔

"اب تو آ گئے ہیں نہ اموجان" صائم نے یہ کہتے اموجان کو اپنے ساتھ لگایا،

"اور اِس بار ہم پورے چار ماہ کی چھٹی لے کر آئے ہیں" اس بار بولنے والی حلیمہ تھی، اس کی اردو بہت صاف تھی۔


NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"چھٹی نہ بھی لے کر آئے ہوتے تو میں اِس بار تم لوگوں کو جانے ہی نہ دیتی" اموجان کی بات پر وہ دونوں ہنسنے لگے۔ اتنے میں حلیمہ کی گود میں بیٹھے زاویار کو نجانے کیا سوجھی کہ وہ اپنی ماں کی گود سے اترتا تاشفین کی جانب چلا گیا۔ زاویار کو اپنی جانب آتا دیکھ کر نجانے کیوں تاشفین گھبرانے لگا۔ ان دونوں کی یہ حرکتیں وہاں بیٹھے وہ سب بہت غور سے دیکھ رہے تھے۔ زاویار نے عین اس کے سامنے پہنچتے، ایک بھرپور نظر تاشفین کے چہرے پر ڈالی، جو بمشکل مسکرانے کی کوشش کر رہا تھا، پھر اپنا ہاتھ اٹھاتے اس کی شرٹ کی پاکٹ میں موجود پین پکڑنے کی کوشش کرنے لگا مگر قد چھوٹا ہونے کے باعث وہ پین اس کی پہنچ سے دور تھا۔

"گیوِاٹ ٹومی" وہ اپنے باریک سی آواز میں بولا، اس کی آواز پر تاشفین نے اپنا پین اپنی پاکٹ سے نکالتے اسے پکڑا دیا، جسے لیتے زاویار مسکرایا، جس سے اس کے سرمئی آنکھیں چمکیں۔ تاشفین سے پین لیتے وہ اموجان کے ساتھ موجود خالی جگہ پر جا بیٹھا۔ اسی اثنا میں اموجان کی گود میں موجود نورِ فجر رونے لگی۔

"لگتا ہے اسے بھوک لگی ہے" کچھ دیر اسے چپ کروانے کے بعد بھی جب وہ روتی رہی تو اموجان بولیں،

"لائیں اسے مجھے دے دیں" حلیمہ نے ہاتھ آگے بڑھاتے نورِ فجر کو پکڑنا چاہا کہ اچانک زاویار جو یہ سب دیکھنے میں مصروف تھا، اپنی جگہ چھوڑتا بھاگتا ہوا واپس حلیمہ کی گود میں آ بیٹھا۔

"زاوی بیٹا بہنا کو بھوک لگی ہے، شاباش میرے پاس آ جاؤ" صائم نے زاویار کو پچکارتے ہوئے ہٹانا چاہا مگر زاویار مزید پھیلتے ہوئے حلیمہ کی گود میں لیٹنے لگا۔ جس پر حلیمہ ہنسنے لگی۔

"یہ ہمیشہ ایسے ہی کرتا ہے جب سے فجر پیدا ہوئی ہے اس کے اندر پتہ نہیں کون سی حِس بیدار ہو گئی ہے کہ جب بھی حلیمہ فجر کو پکڑنے لگے اسے اپنے ساتھ مصروف کر لیتا ہے" صائم وضاحت دینے لگا۔

www.novelsclubb.com

"زاویار بیٹا پاپا کی بات مانو، شاباش" اس بار حلیمہ نے زاویار کو اپنی گود سے ہٹانا چاہا جس پر زاویار نے حلیمہ کا ہاتھ اپنے ننھے ہاتھ سے جھٹکا مگر جب حلیمہ نے دوبارہ اسے اپنی گود سے ہٹایا تو وہ غصے بھری نظر اس پر ڈالتا اس کی گود سے اترا اور اپنا فیڈر ٹیبل پر زور سے پھینکتے، دیوار کی جانب بڑھنے لگا اور وہاں کارپٹ پر بیٹھتے اس نے اپنے دونوں گھٹنوں کو سینے سے لگایا اور اپنا سر ان پر رکھ دیا۔ وہ سب اس چھوٹے سے بچے کی کاروائیاں دیکھ رہے تھے۔

"ارے یہ زاویار کو کیا ہوا؟" اموجان متفکر لہجے میں بولیں،

"کچھ نہیں اموجان یہ اس کی عادت ہے، ابھی کچھ دیر بعد دیکھیے گا پھر سے نارمل ہو جائے گا" صائم نے نورِ فجر کو حلیمہ کو پکڑاتے ہوئے کہا، اُس کی اِس بات پر اموجان مسکرائیں جبکہ سبرینہ کے پاس کھڑا تاشفین بہت غور سے زاویار کو دیکھ رہا تھا جو ایک سائیڈ سے اپنا سر اوپر کیے ایک آنکھ سے کمرے کا جائزہ لینے میں مصروف تھا کہ اچانک اُس کی نگاہ تاشفین پر پڑی جو اُسے ہی دیکھ رہا تھا۔ تاشفین پر نگاہ پڑتے

ہی زاویار نے اپنا سر پوری طرح اپنے گھٹنوں پر رکھ لیا، اُس کی اِس حرکت پر تاشفین مسکرایا۔ اُسے یہ چھوٹا بچہ بہت عجیب مگر اچھا لگا تھا۔

---

آج موسم کافی گرم تھا، آسمان پر بادل نہ ہونے کے برابر تھے، درختوں کے پتے ساکت تھے۔ وہ اس وقت اپنے آفس میں بیٹھی تھی۔ اس نے سامنے پڑی فائلز میں سے ایک فائل اٹھائی، اس پر درج نام پر ایک نگاہ ڈالتے اس نے وہ فائل کھولی اور اس میں درج تفصیلات کا جائزہ لینے لگی۔ اس نے ابھی فائل کا پہلا صفحہ ہی پلٹا تھا کہ اس کی سماعت سے دستک کی آواز ٹکرائی اس نے اپنا سر اٹھاتے سامنے دیکھا جہاں دروازے پر کوئی شخص موجود تھا، یقیناً دستک دینے والا بھی وہی تھا۔ سیاہ جینز کے ساتھ سیاہ شرٹ پہنے، بالوں کو ہمیشہ کی طرح پونی میں قید کیے، وہ شاہزین لاشاری تھا۔ آبرو کی نظر خود پر پڑتی دیکھ کر وہ قدم اٹھاتا کمرے میں داخل ہوا اور

عین آبرو کے سامنے رکھی کرسی پہ ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھ گیا جبکہ دوسری جانب آبرو یہ سوچ رہی تھی کہ وہ اس چہرے کو پہلے کہاں دیکھ چکی ہے!

شاہزین نے کرسی پر بیٹھتے اپنی پاکٹ سے سگریٹ اور لائیٹر نکالا، آبرو نے ایک ناگوار نظر اس پر ڈالی، وہ آبرو کے چہرے کو دیکھتا سگریٹ پینے لگا۔

"آپ کس سلسلے میں یہاں آئے ہیں؟ آپ نے اپوائنٹمنٹ لی تھی؟" آبرو کا لہجہ سخت تھا کیونکہ اسے یاد آچکا تھا کہ وہ پہلے اس چہرے کو کہاں دیکھ چکی ہے!

"مجھے کہیں جانے کے لیے اپوائنٹمنٹ کی ضرورت نہیں!" وہ شانِ بے نیازی سے سگریٹ کا دھواں ہوا میں چھوڑتا بولا،

"تو پھر آپ کس سلسلے میں یہاں آئے ہیں؟" آبرو اُس کی آنکھوں میں دیکھتی سختی سے بولی،

"سرفراز ملک کو تو یقیناً تم جانتی ہو! دوست ہے وہ میرا!" شاہزین یہ کہتا اپنے اور آبرو کے درمیان پڑے ٹیبل کی جانب جھکا۔

"اس کے خلاف جو کیس تم لڑ رہی ہو اُسے واپس لے لو" اسکی بات پر آبرو طنزیہ انداز میں مسکرائی،

"اور میں ایسا کیوں کروں؟" اسکی اس بات پر شاہزین کے لب بھی مسکراہٹ میں ڈھلے،

"میں نے سنا ہے کہ اچھی وکیل ہو تم اور ابھی کیریئر شروع کیے بھی کچھ سال ہی ہوئے ہیں، تو خواہ مخواہ اس معاملے میں کیوں ٹانگ اڑا رہی ہو؟" اس بار شاہزین کا لہجہ سخت تھا۔ آبرو نے بولنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ شاہزین نے ہاتھ اٹھاتے اسے بولنے سے روکا،

"میری بات ابھی مکمل نہیں ہوئی" شاہزین یہ کہتا دوبارہ ٹیبل کی جانب جھکا،

"جب تم سے بڑے وکیل اس کیس کو لینے کو تیار نہیں تو تم نے اس کیس کو لینے کی حامی کیوں بھری؟۔۔۔بہتر یہی ہے کہ تم یہ کیس واپس لے لو ورنہ انجام اچھا نہیں ہو گا" شاہزین نے اپنے ہاتھ میں موجود سگریٹ کو زمین پر پھینکتے اسے اپنے سیاہ جوتوں سے مسل ڈالا،

"تم ہوتے کون ہو مجھے بتانے والے کہ میں کیا کروں اور کیا نہ کروں!" آبرو کے لہجے میں غصہ تھا،اس بار اس کی آواز قدرِ بلند تھی۔

"یہ تو تمہیں آنے والا وقت ہی بتائے گا! اس لیے ابھی بھی وقت ہے سوچ لو اور اس کیس کو واپس لے لو" وہ بولتا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں کسی صورت یہ کیس واپس نہیں لوں گی" آبرو بھی سخت اور اٹل لہجے میں کہتی اٹھ کھڑی ہوئی،

"ٹھیک ہے! پھر نتائج کی ذمہ دار تم خود ہو گی!" وہ اپنا جوتا دوبارہ اس سگریٹ کے ٹکڑے پر مارتا وہاں سے چلا گیا جبکہ پیچھے کھڑی آبرو پاس پڑی فائل، اٹھا کر زور سے ٹیبل پر مارتے واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گئی۔

---

صالحہ بیگم اِصباح کے ہمراہ اس وقت سٹور میں موجود تھیں۔ وہ دونوں سارا سامان خرید کر اب کاؤنٹر کی جانب بڑھ رہی تھیں۔ اس وقت سٹور میں بہت رش تھا، ہر جانب لوگ اپنی ضروریات کا سامان خریدنے میں مصروف تھے۔

"امی آپ اِدھر ہی رکیے گا میں ابھی آتی ہوں" اِصباح صالحہ بیگم کو کاؤنٹر سے کچھ فاصلے پر پڑی ایک کرسی پر بٹھاتے، سامان اُن کے قریب رکھتی بولی،

"جلدی آنا اِصباح پہلے ہی بہت دیر ہو چکی ہے" صالحہ بیگم کرسی پر بیٹھتے بولیں، ان کی بات پر اِصباح اثبات میں سر ہلاتے ایک جانب چلی گئی۔ صالحہ بیگم کو معلوم تھا کہ وہ اِس وقت کہاں گئی تھی، وہ ہر بار جب بھی سٹور آتی تو اپنے جمع کیے

گئے پیسوں سے اپنے لیے پینٹنگ کا سامان خریدتی تھی۔ وہ بچپن سے ہی پینٹنگ کی شوقین تھی اور اللہ نے اسے ہنر بھی عطا کیا تھا۔

صالحہ بیگم اسی کرسی پر بیٹھی ارد گرد کا جائزہ لے رہی تھیں کہ اچانک ان کی نظر سامنے سے گزرتی ایک عورت پر پڑی۔ صالحہ بیگم نے بہت غور سے اس کے چہرے کا جائزہ لیا، وہ چہرہ انہیں شناسا محسوس ہوا، وہ اسے پہچاننے کی کوشش کرنے لگیں کہ اچانک اس کی کتھئی آنکھیں دیکھتے ان کے ذہن میں جھماکا ہوا اور ان کے لب بے ساختہ ہلے،

"سبرینہ" وہ مدھم آواز میں بولیں، ان کی آواز پاس سے گزرتی سبرینہ تک رسائی حاصل نہ کر سکی،

"سبرینہ" انہوں نے دوبارہ بلند آواز میں پکارا، اس بار اپنا نام سنتے سبرینہ نے ان کی جانب دیکھا، سبرینہ کو اپنی جانب دیکھتے صالحہ بیگم اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی

ہوئیں، سبرینہ کو صالحہ بیگم کو پہچاننے میں محض چند لمحے لگے، وہ آگے بڑھتے ان کے قریب آئی،

"صالحہ۔۔۔صالحہ یہ تم ہو!" وہ ان کے قریب پہنچتی بولی،

"ہاں سبرینہ، یہ میں ہوں صالحہ!" صالحہ بیگم مسکراتے ہوئے بولیں اور سبرینہ کے گلے لگ گئیں۔ وہ دونوں آج ایک بہت لمبے عرصے بعد دوبارہ ملی تھیں۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے الگ ہوئیں تو اُن دونوں کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

"مجھے یقین نہیں آرہا سبرینہ کہ آج اتنے عرصے بعد ہم دوبارہ مل رہے ہیں" صالحہ بیگم نم آنکھیں لیے بولیں، ان کی اس بات پر سبرینہ کی آنکھوں میں بھی نمی در آئی۔

"تم کیسی ہو صالحہ؟" سبرینہ صالحہ بیگم کا جھریوں زدہ چہرہ دیکھ کر پوچھنے لگی،

"میں ٹھیک ہوں سبرینہ، تم کیسی ہو؟" صالحہ بیگم نے یہ کہتے سبرینہ کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔

"میں بھی ٹھیک ہوں صالحہ" سبرینہ مسکراتے ہوئے ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتی بولی، اس سے پہلے کہ دوبارہ ان دونوں کے درمیان کوئی بات ہوتی اِصباح کی آواز نے انہیں اپنی جانب متوجہ کیا،

"امی" وہ صالحہ بیگم اور سبرینہ کی جانب دیکھتی بولی، اس کی آواز پر صالحہ بیگم نے اس کی جانب دیکھا، جو سوالیہ نگاہوں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

"یہ سبرینہ ہے اِصباح، میری بچپن کی دوست" صالحہ بیگم سبرینہ کی جانب دیکھتی بولیں، ان کی اس بات پر اصباح کے دماغ میں صالحہ بیگم کی کچھ دن پہلے کی گئی باتیں گونجیں، اس نے آگے بڑھتے سبرینہ سے سلام لیا،

"یہ میری بیٹی ہے اِصباح" صالحہ بیگم نے اس کا تعارف کروایا۔ کچھ دیر وہ مزید وہاں کھڑی باتیں کرتی رہیں۔

"میرے ساتھ چلو صالحہ، میں تم دونوں کو گھر چھوڑ دیتی ہوں" سبرینہ اِصباح کو پاس پڑا سامان اٹھاتے دیکھ کر بولی،

"نہیں آنٹی اس کی ضرورت نہیں، آپکو خواہ مخواہ زحمت ہو گی، ہم چلے جائیں گے" اصباح مسکراتے ہوئے بولی،

"ارے کوئی بات نہیں بیٹا، ویسے بھی اس بہانے میں صالحہ کا گھر دیکھ لوں گی" سبرینہ نے مسکراتے ہوئے کہا، جس پر صالحہ بیگم کے اشارے پر اصباح خاموش ہو گئی۔ کچھ دیر بعد وہ تینوں گاڑی میں بیٹھتے صالحہ بیگم کے گھر کی جانب گامزن تھے۔ صالحہ بیگم نے گھر کے سامنے پہنچتے سبرینہ کو مخاطب کیا۔

"سبرینہ میرے ساتھ اندر چلو" صالحہ بیگم نے گاڑی سے اترتے کہا،

"نہیں صالحہ میں پھر کبھی۔۔۔"

"سبرینہ میں انکار نہیں سنوں گی" وہ سبرینہ کی بات کاٹتے بولیں، جس پر سبرینہ نے مسکراتے ہوئے سر جھٹکا اور ڈرائیور کو اطلاع دیتے ان کے ساتھ اندر آگئی۔ وہ صالحہ بیگم کے ہمراہ لاؤنج میں پہنچی، جہاں اس کی ملاقات حرم سے ہوئی، جو ان کو سلام کرتے اصباح کے پیچھے کچن میں چلی گئی۔

"آؤ سبرینہ بیٹھو" صالحہ بیگم سبرینہ کو کہتے صوفے پر بیٹھ گئیں۔ کچھ لمحے ہی گزرے تھے کہ رتبہ ہاتھ میں ٹرے اٹھائے لاؤنج میں داخل ہوئی، جس میں جوس کے دو گلاس موجود تھے۔ اس نے سبرینہ کو سلام کرتے ٹرے ٹیبل پر رکھی اور واپس چلی گئی جبکہ لاؤنج میں بیٹھی سبرینہ اور صالحہ بیگم اپنے بچوں کا ذکر کرتے اپنے ماضی میں بیتے خوشگوار دنوں کو یاد کرنے لگیں۔

"تم تو کراچی رہتی تھی سبرینہ پھر لاہور کیسے آنا ہوا؟" باتوں ہی باتوں میں صالحہ بیگم کے کیے جانے والے سوال پر سبرینہ کے چہرے کا رنگ بدلا مگر وہ اپنے آپ پر قابو پا گئی۔

www.novelsclubb.com

"تم سے ملاقات میرے مقدر میں لکھی تھی،اس لیے میں لاہور آگئی" وہ مسکراتے ہوئے بولی اور وہی کہانی جو وہ دنیا کو اپنے ماضی کے بارے میں سناتی تھی، صالحہ بیگم کی گوش گزار کی۔وہ ابھی انہی باتوں میں مصروف تھیں کہ باہر بیل کی آواز نے انہیں اپنی جانب متوجہ کیا۔کچھ دیر بعد حرم کے ہمراہ آبرو لاؤنج میں داخل ہوئی اور آگے بڑھتے صالحہ بیگم اور سبرینہ کو سلام کرتے انکے پاس بیٹھ گئی۔

"یہ میری بیٹی ہے آبرو" صالحہ بیگم آبرو کی جانب دیکھتی بولیں،

"یہ صرف میری بیٹی ہی نہیں، میرا بیٹا بھی ہے! اپنے ابو کے جانے کے بعد اس نے بالکل بیٹوں کی طرح اس گھر کی ہر ذمہ داری اپنے کندھوں پر اٹھائی ہے" صالحہ بیگم کی بات پر آبرو مسکرائی جبکہ سبرینہ ستائشی نظروں سے آبرو کو دیکھنے لگی۔

---

تاشفین سیڑھیاں اترتا نیچے آیا اور لان کی جانب بھاگا کیونکہ اس وقت عموما اموجان لان میں موجود ہوتی تھیں مگر آج لان خالی تھا۔خالی لان دیکھتے اسے ایک دم کچھ یاد آیا جس پر اس نے اپنے قدم لاؤنج کی جانب بڑھا دیے جہاں اس وقت اموجان موجود تھیں۔وہ اس وقت صوفے پر بیٹھی تھیں،ان کی گود میں وہ ننھی گڑیا موجود تھی جبکہ ان کی دائیں جانب پڑے صوفے پر حلیمہ بیٹھی تھی اور سامنے بچھے کارپٹ پر بہت ساری چھوٹی چھوٹی بائیکس اپنے ارد گرد پھیلائے زاویار کھیلنے میں مصروف تھا۔تاشفین نے داخل ہوتے سلام لیا جس پر وہ سب اس کی جانب متوجہ ہوئے۔

www.novelsclubb.com

"آؤ تاشفین ادھر آؤ" اموجان نے اسے دیکھتے مسکراتے ہوئے اسے اپنے پاس بلایا جس پر تاشفین آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ان کے قریب چلا گیا۔

"یہاں بیٹھو" اموجان نے اسے اپنے ساتھ بیٹھنے کا اشارہ کیا جس پر وہ خاموشی سے ان کے ساتھ بیٹھ گیا ان کی یہ کاروائی کارپٹ پر بیٹھا زاویار بہت غور سے دیکھ رہا

تھا۔تاشفین نے ایک نظر زاویار کی جانب دیکھتے اپنے ہاتھ میں موجود کارڈز امو جان کی جانب بڑھائے۔جنہیں امو جان نے آنکھوں میں الجھن لیے تھام لیا،

"یہ کیا ہے تاشفین؟"ان کے سوال پر تاشفین نے بولنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ اس کی نظر پاس بیٹھی حلیمہ پر پڑی جو مسکراتے ہوئے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔تاشفین کنفیوز ہوتے خاموش ہو گیا اور کچھ آگے بڑھتے امو جان کے کان میں اپنی ساری کہانی کہہ دی کہ اس نے یہ کارڈز اپنے دو دوستوں کے لیے بنائے تھے جو کہ اس کے خیال میں اس کے ہم عمر تھے۔لیکن در حقیقت تو اسکے دونوں دوست اس سے بہت چھوٹے تھے جو ابھی یہ کارڈز پڑھنے کے قابل نہ تھے۔اس لیے یہ کارڈز اس نے امانت کے طور پر امو جان کے حوالے کر دیے تھے۔اس کی بات پر امو جان ہنسنے لگیں اور ہنستے ہوئے ساری بات حلیمہ کو بتانے لگیں جس پر تاشفین نے بہت حیرت سے امو جان کو دیکھا۔اس نے وہ ساری بات

www.novelsclubb.com

حلیمہ سے چھپانے کے لیے ہی تو ان کے کان میں کہی تھی مگر اموجان نے اس کا راز نہ رکھا۔اموجان کی بات سنتے حلیمہ ہنسنے لگی،

"تھینک یو لٹل بوائے" حلیمہ نے آگے بڑھتے تاشفین کے گال کھینچے، جس پر تاشفین کے گال بے اختیار گلابی ہوئے۔وہ بہت کنفیوز ہو گیا تھا۔اس سے پہلے کے وہ اٹھ کر وہاں سے بھاگ جاتا اموجان نے اسے مخاطب کیا،

"تاشفین اپنی چھوٹی بہن کو نہیں پکڑو گے" وہ نورِ فجر کی جانب دیکھتے بولنے لگیں،ان کی بات پر تاشفین نے نور فجر کی جانب دیکھا،جو اپنی آنکھیں کھولے تاشفین کو ہی دیکھ رہی تھی۔اس کی نیلی آنکھیں بہت معصوم اور شفاف تھیں۔اس نے ہاتھ آگے بڑھاتے نورِ فجر کو پکڑنا چاہا کہ دو سرمئی آنکھیں جو تب سے یہ سارے مناظر اپنی آنکھوں میں قید کر رہی تھیں اپنی جگہ چھوڑ کر اٹھتے اس جانب آئیں،

"لیو ہر، شی اِز مائی سسٹر" زاویار کی آواز پر وہ سب اس کی جانب متوجہ ہوئے جو اپنی آنکھوں میں غصہ اور ماتھے پر بل ڈالے تاشفین کی جانب دیکھ رہا تھا۔اس کی اس حرکت پر اموجان اور حلیمہ دونوں ہنسنے لگے۔ جبکہ تاشفین کی کنفیوژن میں اور اضافہ ہو چکا تھا۔ حلیمہ نے ایک نظر تاشفین کے چہرے پر ڈالتے، زاویار کو اپنی جانب بلایا جس پر زاویار نے اپنی ماں کی جانب دیکھا مگر اپنی جگہ پر کھڑا تاشفین کو گھورتا رہا۔

"زاویار کم ہیئر" حلیمہ کے دوبارہ بلانے پر وہ قدم اٹھاتا حلیمہ کے پاس گیا اور اس کی گود میں جا بیٹھا۔کچھ دیر حلیمہ اسے پیار سے کچھ سمجھاتی رہی جس کا زاویار پر کوئی اثر نہ ہوا اور وہ غصے سے حلیمہ کی گود سے اٹھتا واپس اپنی بائیکس کے ساتھ جا بیٹھا مگر جاتے ہوئے ایک غصیلی نظر تاشفین پر ڈالنا نہ بھولا۔کچھ دیر تاشفین یونہی نور فجر کو اپنی گود میں لیے بیٹھا رہا کہ اچانک نور فجر رونے لگی جس پر سب سے پہلے زاویار اس کی جانب متوجہ ہوا۔

"لاؤتاشفین اسے مجھے دے دو،اِس سے پہلے کہ اِس کاڈان بھائی دوبارہ یہاں آجائے"اموجان نے زاویار کو دیکھتے ہوئے تاشفین کو مخاطب کیا،جس پر تاشفین نے نورِفجر کواموجان کی گود میں ڈال دیا۔اچانک ذہن میں ایک خیال نمودار ہونے پر وہ بھاگتا ہوااپنے پورشن میں گیا۔اس کی یہ کاروائی لاؤنج میں موجود اموجان اور حلیمہ سمیت زاویار نے بھی دیکھی،کچھ دیر بعد وہ دوبارہ لاؤنج میں داخل ہوا،اس بار اسکے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی سیاہ رنگ کی بائیک تھی۔وہ قدم اٹھاتا زاویار کے قریب آیااور کارپٹ پر بیٹھ گیا۔تاشفین کو اپنے قریب آتادیکھ کر زاویار نے وہ تمام بائیکس اپنے مزید قریب کرلیں،جیسے اسے ڈر ہو کہ تاشفین اس کی بہن کی طرح یہ بائکس بھی اٹھالے گا۔اس کی اس حرکت پر تاشفین مسکرایااور اپناہاتھ جس میں وہ بائیک موجود تھی،زاویار کی جانب بڑھایا۔تاشفین کے ہاتھ میں سیاہ رنگ کی بائیک دیکھتے،زاویار نے فوراًاپناہاتھ آگے بڑھاتے وہ بائیک اٹھالی اور آنکھوں میں چمک لیے وہ بائیک کودیکھنے لگا۔تاشفین نے اسکے لب مسکراہٹ میں ڈھلتے

دیکھے۔زاویار نے بائیک سے نظریں ہٹاتے مسکراتے ہوئے تاشفین کی جانب دیکھا اور اپنی باقی بائیکس اپنے اور تاشفین کے درمیان رکھ دیں،اس کی اس حرکت پر تاشفین مسکرایا۔

"لو نورِ فجر تمہارے دونوں بھائیوں کی دوستی ہو گئی" اموجان جو تب سے ان دونوں کی حرکتیں دیکھ رہی تھیں،نور فجر کی جانب دیکھتے مسکراتے ہوئے بولیں،ان کی اس بات پر پاس بیٹھی حلیمہ بھی مسکرائی۔

"کافی سمجھدار بچہ ہے ماشااللہ" حلیمہ کی بات پر اموجان تاشفین کی جانب دیکھتی مسکرائیں،جواب زاویار کے ساتھ کھیلنے لگا تھا۔

---

وہ اس وقت لاؤنج میں بیٹھی اپنے ناخنوں پر نیل پالش لگانے میں مصروف تھی۔وہ اپنے بائیں ہاتھ کی تمام انگلیوں کے ناخنوں پر ہلکے گلابی رنگ کی نیل پالش

لگا چکی تھی، اب باری دائیں ہاتھ کی تھی۔ اتنے میں لاؤنج میں زاویار داخل ہوا، وہ اس وقت سرمئی ٹراؤزر اور سیاہ شرٹ میں موجود تھا۔

"نور اموجان کہاں ہیں؟" زاویار نے نور کے قریب آتے سوال کیا، جس پر نور نے اپنا جھکا ہوا سر اٹھاتے زاویار کی جانب دیکھا،

"وہ سٹور تک گئی ہیں" اسے جواب دیتے وہ دوبارہ اپنے ہاتھ کے ناخنوں پر نیل پالش لگانے لگی،

"تو پھر تم مجھے ایک کپ چائے بنا دو" زاویار کی بات پر نور نے حیرت سے اسکی جانب دیکھا،

"تمہیں نظر نہیں آرہا کہ میں ابھی مصروف ہوں۔۔۔ فارغ ہو کر بنا دوں گی"

"مگر مجھے تو چائے ابھی پینی ہے" زاویار صوفے پر بیٹھتا بولا،

"تو پھر خود بنالو "نور دو بدو جواب دیتے دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گئی

کہ اس کی نگاہ سامنے بیٹھے زاویار پر پڑی، جو بہت غور سے اس کو نیل پالش لگاتے

دیکھ رہا تھا۔نور نے سوالیہ نگاہوں سے اس کے جانب دیکھا،

"ایک بات پوچھوں نور؟"زاویار کے بولنے پر نور نے نیل پالش کو بند

کرتے سائیڈ پر رکھ دیا اور اس کی جانب دیکھتے بولی،

"ہاں بولو"

"تمہیں کبھی بہن کی کمی محسوس نہیں ہوتی؟"اس کی بات سنتے نور کے

ماتھے پر چند بل نمودار ہوئے،

"یہ کیسا فضول سوال ہے زاوی!"

"سوال بالکل بھی فضول نہیں ہے،ذرا غور تو کرو"وہ رکا پھر بولنے لگا،

www.novelsclubb.com

"تم گھر میں اکیلی ہوتی ہو، تمہیں کسی لڑکی کی کمی محسوس نہیں ہوتی؟" وہ اشاروں کنایوں میں کیا بات کرنا چاہ رہا تھا، نور سمجھ چکی تھی۔

"ہاں ہوتی ہے نہ! میں نے کئی بار اموجان سے بھی کہا ہے کہ اب آپ بھائی کی شادی کر دیں، بھابھی آجائیں گی تو میری کمی بھی دور ہو جائے گی" وہ مسکراتے ہوئے بولی،

"صرف بھائی کی کیوں؟ میں تمہیں نظر نہیں آتا!" زاویار کی بات پر نور نے اسے گھوری سے نوازا،

"تمہاری کیوں؟ پہلے بھائی کی شادی ہو گی پھر تمہاری باری آئے گی" نور نے یہ کہتے اپنا رخ زاویار کی جانب کیا،

"جو تمہارے بھائی صاحب کے ارادے ہیں نہ، اس صورت میں تو میں کنوارا ہی مر جاؤں گا" زاویار منہ بناتا بولا،

"چاہے جو بھی ہو مگر بھائی کی شادی سے پہلے تمہاری شادی ممکن نہیں" نور دونوں ٹانگیں اوپر کرتی صوفے پر بیٹھ گئی۔

"تمہارا بھائی کنوارا مر جائے گا اور تمہیں کوئی پرواہ نہیں" زاویار لہجے میں مصنوعی خفگی سجائے بولا، اس سے پہلے کہ نور کوئی جواب دیتی، اموجان لاؤنج میں داخل ہوئیں۔ ان کے سلام کرنے پر ان دونوں نے جواب دیا،

"آئیں اموجان بیٹھیں" نور نے صوفے کی جانب اشارہ کیا، اموجان کا خوشی سے چمکتا چہرہ دیکھتے اُن دونوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا اور پھر زاویار بولنے لگا،

"اموجان خیریت ہے؟ آج آپ بہت خوش نظر آرہی ہیں، کہیں اپنے بیٹے کا رشتہ تو طے نہیں کر آئیں" زاویار کی بات پر اموجان نے اس کی جانب دیکھا جبکہ نور زاویار کو گھور کر رہ گئی۔

www.novelsclubb.com

"ارے نہیں، نہیں ایسی کوئی بات نہیں دراصل آج سٹور میں مجھے میری بچپن کی دوست ملی، ایک لمبے عرصے بعد آج ہماری ملاقات ہوئی اور میں ابھی اُسی کے گھر سے آ رہی ہوں" اموجان مسکراتے ہوئے بولیں،

"ارے واہ! مطلب میلے کی بجائے ایک سٹور میں دو بچپن کی بچھڑی سہیلیاں دوبارہ مل گئیں" زاویار کے کہنے پر اموجان ہنسنے لگیں اور آج کی کہانی ان دونوں سنانے لگیں۔

---

دوپہر کے دو بج چکے تھے، صدیقی ہاؤس کے عین اوپر سورج اپنی تمام تر توانائی کے ساتھ چمک رہا تھا۔ صائمہ تائی اس وقت کچن میں موجود ملازمہ کو ہدایات دے رہے تھیں۔ بریانی کی خوشبو نے ماحول کو مہکار کھا تھا۔ صائمہ تائی کچن سے نکلتے سیڑھیاں چڑھتے اوپر آئیں اور وشمہ کے کمرے کی جانب بڑھ گئیں اور دروازہ

کھولتے اندر داخل ہوئیں۔اندر مکمل اندھیرا تھا،وہ لائٹ آن کرتے وشمہ کے بستر کی جانب بڑھیں،جو اس وقت خوابِ خرگوش کی نیند لے رہی تھی۔

"وشمہ اٹھ جاؤ" وہ اس کے قریب جاتے اسے اٹھانے لگیں،ان کی آواز کا وشمہ پر کوئی اثر نہ ہوا،وہ ہنوز سوتی رہی۔

"اٹھ جاؤ وشمہ،دوپہر کے دو بج چکے ہیں اور تمہاری نیند ہے کہ پوری ہی نہیں ہو رہی" وہ وشمہ کے اوپر موجود کمبل ہٹاتے بولیں،مگر وشمہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔صائمہ تائی نے تنگ آکر اے۔سی کا ریموٹ اٹھاتے اے۔سی بند کر دیا اور ایک نظر وشمہ پر ڈالتے کمرے سے باہر آ گئیں۔سیڑھیاں اترتے وہ لاؤنج کی جانب بڑھ گئیں۔جہاں جلال تایا بیٹھے فون پر کسی سے محو گفتگو تھے۔

"آپ فکر مت کریں کام ہوتے ہی میں آپ کو اطلاع دوں گا" وہ لاؤنج میں داخل ہوئیں کہ ان کی سماعت سے جلال تایا کی آواز ٹکرائی،وہ آگے بڑھتے ان کے ساتھ رکھے صوفے پر بیٹھ گئیں۔

"جی،جی ضرور، خداحافظ "یہ کہتے جلال تایانے فون کاٹ دیا۔

"کس کا فون تھا جلال؟"صائمہ تائی نے جلال تایا کی جانب دیکھتے پوچھا،اس سے پہلے کہ جلال تایا کوئی جواب دیتے ان دونوں کی نظر لاؤنج کی جانب آتے اشعر پر پڑی،

"السلام علیکم"ان دونوں کے قریب آتے اس نے سلام کیااور صائمہ تائی کے برابر والے صوفے پر بیٹھ گیا۔

"وعلیکم السلام،اشعر خیریت آج تم اتنی جلدی گھر آگئے؟"جلال تایا اسے اس وقت گھر دیکھ کر استفسار کرنے لگے،

"جی ابو بس طبیعت کچھ خراب تھی"اس کی آواز بوجھل تھی۔

"کیاہوا؟"اس بار صائمہ تائی متفکر ہوتے پوچھنے لگیں،

"کچھ نہیں امی بس ہلکا سا بخار ہے" وہ صائمہ تائی کی جانب دیکھتے جواب دینے لگا،

"ڈاکٹر کو دکھایا؟"

"اس کی ضرورت نہیں ہے امی، بس کچھ دیر آرام کروں گا تو ٹھیک ہو جاؤں گا" وہ ان کو تسلی دیتا بولا، کچھ دیر ان تینوں کے درمیان خاموشی چھا گئی۔

"ابو مجھے آپ دونوں سے ضروری بات کرنی ہے" اشعر کی آواز پر وہ دونوں اس کی جانب دیکھنے لگے،

"کیسی بات؟" جلال تایا نے اشعر کی جانب دیکھتے پوچھا، جبکہ پاس بیٹھی صائمہ تائی بوتل سے پانی گلاس میں انڈیل رہی تھیں،

"یہ لو بیٹا پہلے پانی پی لو، پھر بات کر لینا" انہوں نے گلاس اس کی جانب بڑھایا اور دوسرے گلاس میں اپنے لیے پانی انڈیلنے لگیں۔ اشعر نے آگے بڑھتے وہ گلاس

پکڑا اور ہونٹوں سے لگاتے پانی کا ایک گھونٹ پیا اور پھر جلال تایا کی جانب دیکھتے بولنے لگا، جو اسی کی جانب دیکھ رہے تھے۔

"میں چاہتا ہوں کہ آپ صالحہ چچی سے میری اور آبرو کی رخصتی کی بات کریں" اشعر کی بات پر صائمہ تائی جو پانی پی رہی تھیں، کھانسنے لگیں۔ جلال تایا اور اشعر ان کی جانب متوجہ ہوئے،

"کیا کہا تم نے؟" صائمہ تائی کی آواز میں حیرانی اور غصہ دونوں شامل تھے۔

"یہی کی امی اب آپ میری اور آبرو کی شادی کی تیاریاں کریں" اشعر کو معلوم تھا کہ صائمہ تائی اُس کی بات کی مخالفت کریں گی اسی لیے اُس نے یہ بات جلال تایا کے سامنے کی تھی تاکہ وہ انہیں سنبھال سکیں۔

"تمہارا دماغ خراب تو نہیں ہو گیا اشعر!"

"کیوں امی؟ میں نے ایسا کیا کہہ دیا ہے؟" صائمہ تائی کی بات پر اشعر بھی سختی سے بولا،

"میں تمہیں کہہ رہی ہوں کہ تم اُس لڑکی کو طلاق دے دو اور تم اُس سے رخصتی کا ارادہ کیے بیٹھے ہو" صائمہ تائی کی اس بات پر جلال تایا نے ایک غصیلی نظر ان پر ڈالی،

"خاموش ہو جاؤ صائمہ" ان کی آواز میں تنبیہ تھی۔

آپ ہر بار مجھے چپ نہیں کروا سکتے جلال پہلے تو میں۔۔"

"بس صائمہ ایک لفظ اور نہیں!" جلال تایا کی بلند آواز پر صائمہ تائی خاموش ہو گئیں اور جلال تایا اشعر کی جانب دیکھتے بولنے لگے،

"ٹھیک ہے اشعر، میں صالحہ سے بات کروں گا مگر میری ایک شرط ہے" جلال تایا کی بات پر اشعر کی آنکھوں میں الجھن ابھری،

"کیسی شرط؟"

"یہی کہ شادی کے بعد آبرو اپنی جاب چھوڑ دے گی" جلال تایا کی بات پر اشعر نے بولنے کے لیے لب کھولے مگر نجانے اُس کے دماغ میں ایسا کیا خیال آیا کہ وہ بولتے بولتے خاموش ہو گیا۔

"تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں؟" جلال تایا اشعر کی جانب دیکھتے بولے،

"نہیں ابو مجھے کوئی اعتراض نہیں، آپ بس جلد از جلد صالحہ چچی سے رخصتی کی بات کریں" یہ بات اشعر نے صائمہ تائی کی جانب دیکھتے کہی جو اِس وقت آنکھوں میں طیش لیے بیٹھی تھیں۔ اشعر یہ کہتا اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے کمرے کی جانب چلا گیا۔ اس کے جانے پر جلال تایا بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے، انہوں نے قدم اپنے کمرے کی جانب بڑھائے ہی تھے کہ ان کی سماعت سے صائمہ تائی کی آواز ٹکرائی،

"جلال پہلے تو میں نے آپ کی بات مان لی تھی مگر اس بار میں آپ کی بات ہر گز نہیں مانوں گی" وہ شدید غصے سے بولیں۔ جلال تایا ان کی بات کو نظر انداز کرتے اپنے کمرے کی جانب چلے گئے جبکہ صائمہ تائی غصے سے تلملا رہی تھیں۔ اتنے میں عماد لاؤنج میں داخل ہوا،

"امی مجھے آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے" وہ صائمہ تائی کے غصے بھرے چہرے کو نظر انداز کرتا بولنے لگا، جس پر صائمہ تائی نے ایک غصیلی نظر اس پر ڈالی،

"کوئی فضول بات مت کرنا عماد، میں پہلے ہی بہت غصے میں ہوں" وہ عماد کی جانب دیکھتے بولیں، ان کی بات پر عماد ایک لمحے کو رکا مگر پھر بولنے لگا،

"امی آپ صالحہ چچی سے میرے اور اِصباح کے رشتے کی بات کریں" وہ ایک ہی سانس میں پوری بات کہہ گیا مگر اس کی بات سنتے صائمہ تائی کا غصہ سوا نیزے پر جا پہنچا۔

"تم دونوں بھائیوں کے دماغ خراب ہو چکے ہیں، تم دونوں کو اُن لڑکیوں کے علاوہ کچھ نظر ہی نہیں آتا، دنیا کی ساری لڑکیاں مر گئی ہیں کیا؟" صائمہ تائی یکدم کھڑے ہوتے چلانے لگیں۔

"نجانے کون سا جادو کیا ہے اُن جادو گرنیوں نے کہ تم لوگوں کو اُن کے سوا کچھ نظر ہی نہیں آتا" وہ غصے سے چلا رہی تھیں۔

"امی، امی.." عماد انہیں پر سکون کرنے کی کوشش کرنے لگا،

"مگر ایک بات تم دونوں یاد رکھنا، جب تک میں زندہ ہوں میں اُن لڑکیوں کو اِس گھر میں ہر گز برداشت نہیں کروں گی" وہ دوبارہ غصے سے چلاتی ہوئی وہاں سے چلی گئیں جبکہ پیچھے بیٹھا عماد انکے اس شدید ردِ عمل پر حیران تھا۔

---

دوپہر کے 12 بج رہے تھے، سورج سوا نیزے پر تھا، دن بہ دن گرمی کی شدت میں اضافہ ہو رہا تھا۔ وہ اس وقت آئینے کے سامنے کھڑا تیاری میں مصروف تھا۔ تیاری مکمل ہوتے اس نے ایک نگاہ آئینے میں نظر آتے اپنے عکس پر ڈالی۔ سیاہ پینٹ کے ساتھ ہلکے نیلے رنگ کی شرٹ پہنے، وہ ہمیشہ کی طرح وجیہہ لگ رہا تھا۔ اس نے ہاتھ آگے بڑھاتے ڈریسنگ ٹیبل پر پڑی گاڑی کی چابی اٹھائی اور کمرے سے باہر نکلتا سیڑھیاں اترنے لگا۔ سیڑھیاں اترتے وہ نیچے آیا، وہ اموجان کی تلاش میں تھا کہ اس کی سماعت سے نورِ فجر کی آواز ٹکرائی جو اس کے پیچھے کھڑی تھی۔

"بھائی آپ کہاں جا رہے ہیں؟" وہ اس کو تیار دیکھ کر پوچھنے لگی, تاشفین نے پلٹتے اس کی جانب دیکھا،

"ہاسپٹل سے کال آئی ہے، میں وہیں جا رہا ہوں" وہ مصروف انداز میں بولا، اس سے پہلے کہ نور کچھ بولتی تاشفین بول پڑا،

"نور یہ کل سے تم سب کن تیاریوں میں مصروف ہو؟ کیا گھر پر کوئی آرہا ہے؟" اس کے سوال پر اس سے پہلے کہ نور کوئی جواب دیتی، زاویار کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی، جو اپنے کمرے سے نکلتا یقیناً تاشفین کا سوال سن چکا تھا۔

"واہ ڈاکٹر صاحب واہ! سارے ہسپتال کے معاملات کا علم رکھنے والے ڈاکٹر صاحب گھر کے معاملات سے لاعلم ہیں" وہ مزے سے بولتا ان دونوں کے پاس آ کھڑا ہوا،

"کیا مطلب واقعی کوئی آرہا ہے؟" اس کے دوبارہ سوال کرنے پر زاویار مسکرایا،

"بتاؤ نور کہ کون آرہا ہے بلکہ تم چھوڑو میں بتاتا ہوں" وہ نور کو کہتا خود ہی بولنے لگا،

www.novelsclubb.com

"کچھ دنوں پہلے امو جان کی ملاقات سٹور میں اپنی بچپن کی بچھڑی سہیلی سے ہوئی تھی اور آج وہ بمع اہل و عیال ہمارے گھر دعوت پر مدعو ہیں" وہ یہ کہتا تاشفین کی جانب دیکھنے لگا،

"مگر مجھے تو کسی نے بتایا ہی نہیں" تاشفین کے سوال پر زاویار دوبارہ بولا،

"ڈاکٹر صاحب گھر رہا کریں نہ، گھر رہیں گے تبھی تو گھر کے معاملات کا علم ہو گا"

"بھائی تمہاری طرح فارغ نہیں ہیں، انہیں بہت کام ہوتے ہیں" نور کی بات پر زاویار نے اس کی جانب دیکھتے آنکھیں گھمائیں کہ اچانک دوبارہ کچھ یاد آنے پر وہ تاشفین کی جانب پلٹا،

"اور ہاں ڈاکٹر صاحب! خیر منائیں اپنی" اس کی اِس بات پر نور اور تاشفین دونوں اس کی جانب سوالیہ نگاہوں سے دیکھنے لگے،

"اموجان کی دوست کی پانچ بیٹیاں ہیں، اس بار تو آپ کا شادی سے انکار وہ بالکل نہیں سننے والیں" وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا، اس کی اس بات پر تاشفین نے اسے گھوری سے نوازا جبکہ نور تاشفین کو مخاطب کرتی بولی،

"بھائی اسے خوشی اس بات کی ہے کہ آپ کی شادی کے بعد اس کا نمبر آجائے گا" نور کی بات پر تاشفین مسکرایا،

"اچھا نور تم اموجان کو بتا دینا کہ میں ہاسپٹل جا رہا ہوں، اللہ حافظ" وہ یہ کہہ کر قدم اٹھاتا باہر نکل گیا جبکہ پیچھے نور اب ماتھے پر بل ڈالے زاویار سے کچھ کہنے میں مصروف تھی۔

---

**ماضی:-**

آج کا دن بہت پُر حدت تھا۔ درختوں کے پتے ساکت تھے، چرند پرند بھی اپنے اپنے گھونسلوں میں چھپے بیٹھے تھے۔ چونکہ آج اتوار کا دن تھا اس لیے سبرینہ گھر پر ہی تھی۔ اس نے بیڈ پر پھیلے تمام کپڑے تہہ کرتے الماری میں رکھے اور ایک نظر گھڑی کی جانب دیکھا جہاں اِس وقت دوپہر کے تین بج رہے تھے۔

"یہ لڑکا بھی نہ!" اس نے نفی میں سر ہلاتے بیڈ پر پڑا اپنا دوپٹہ اٹھایا اور قدم باہر کی جانب بڑھا دیے۔ نیچے پہنچتے وہ لاؤنج میں داخل ہوئی جہاں تاشفین زاویار کے ساتھ بیٹھا بلاکس سے کھیل رہا تھا۔ کچھ فاصلے پر ہی بے بی کارٹ میں نورِ فجر سوئی ہوئی تھی۔ انہیں آج یہاں آئے پورے دو ماہ ہو چکے تھے۔ تاشفین کی زاویار سے اچھی خاصی دوستی ہو چکی تھی۔ وہ اسکول سے آکر اپنا سارا وقت زاویار کے ساتھ نیچے گزارتا، اگر کبھی تاشفین کو آنے میں دیر ہو جاتی تو زاویار جو اُسے "تاشی" کہتا تھا، اونچی آواز میں اُس کا نام پکارتا اوپر آجاتا۔ دوسری جانب نورِ فجر بھی تاشفین کو دیکھتی مسکرانے لگتی۔ سبرینہ آگے بڑھتی اُن کے قریب آئی کہ اس کی نظر

www.novelsclubb.com

بے بی کارٹ میں لیٹی نور پر پڑی جو رونے کی تیاری میں مصروف تھی۔اس نے آگے بڑھتے فجر کو اپنی گود میں اٹھالیا کہ اس کی سماعت سے امو جان کی آواز ٹکرائی،

"نور جاگ گئ؟"اس نے پلٹ کر ان کی جانب دیکھا،جو اسی جانب آرہی تھیں۔

"جی بس ابھی جاگی ہے،آپ ہاسپٹل سے کب آئیں؟"سبرینہ نے ان کی جانب دیکھتے سوال کیا،جو صوفے پر بیٹھ گئ تھیں۔

"ابھی کچھ دیر پہلے ہی آئی ہوں"ان کی آواز بوجھل تھی،

"امو جان آپ کی طبیعت ٹھیک ہے؟"سبرینہ متفکر ہوئی،

"ہاں طبیعت تو ٹھیک ہے مگر نجانے کیوں میرا دل بہت گھبرا رہا ہے"

"امو جان گرمی کی وجہ سے ہو سکتا ہے،آپ بیٹھیں میں آپ کے لیے کچھ ٹھنڈا بنا کر لاتی ہوں"سبرینہ یہ بولتے اٹھنے ہی لگی تھی کہ امو جان بول پڑیں،

"نہیں سبرینہ تم رہنے دو، میں رضیہ سے بول دیتی ہوں، تم نور کو سنبھال لو" امو جان نے یہ کہتے سبرینہ کی گود میں موجود نور کی جانب دیکھا۔ان کی بات پر سبرینہ اثبات میں سر ہلاتے صوفے پر بیٹھ گئی۔

"حلیمہ نہیں آئی؟" سبرینہ کے سوال پر امو جان نے اس کی جانب دیکھا،

"نہیں وہ صائم کے ساتھ آئے گی" امو جان نے ایک نظر کھیل میں مصروف زاویار اور تاشفین کو دیکھا کہ ان کی سماعت سے موبائل کی آواز ٹکرائی، انہوں نے ہاتھ آگے بڑھاتے ٹیبل پر پڑا اپنا موبائل اٹھایا اور کال اٹینڈ کی۔ ان کے کچھ بولنے سے پہلے دوسری جانب سے آواز آنے لگی۔

"جی میں ڈاکٹر عافیہ بات کر رہی ہوں" وہ دوسری جانب سے پوچھے جانے والے سوال کے جواب میں بولیں، ابھی کچھ ہی لمحے گزرے تھے کہ دوسری جانب سے نجانے ایسی کیا بات کہی گئی کہ موبائل ڈاکٹر عافیہ کے ہاتھ سے چھوٹ کر صوفے پر جا گرا۔ان کا چہرہ ساکت ہو چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اموجان،اموجان۔۔۔کیا ہوا؟" سبرینہ گھبرا کر اٹھتی نور کو واپس بے بی کورٹ میں ڈالتے،اموجان کی جانب بڑھی مگر اموجان ساکت نظروں سے سامنے دیکھ رہی تھیں جہاں صائم کی تصویر لگی تھی۔ سبرینہ نے تیزی سے صوفے پر پڑا موبائل اٹھایا،

"ہیلو،ہیلو۔۔۔۔" وہ فون کو کان سے لگائے تیزی سے بولی،دوسری جانب سے ایک بار پھر وہی الفاظ دہرائے گئے جو سبرینہ کی روح کھینچنے کے لیے کافی تھے۔

"کون۔۔۔۔کون۔۔۔سے ہاسپٹل میں؟" سبرینہ نے خود کو یہ الفاظ ادا کرتے سنا۔

www.novelsclubb.com

---

اس وقت رات کے آٹھ بج چکے تھے،آسمان پر چاند چند ستاروں کے ہمراہ زمین کو مدھم روشنی فراہم کرنے میں مصروف تھا۔وہ سب اس وقت لاؤنج میں موجود تھے۔انہیں یہاں پہنچے ابھی محض 15 منٹ گزرے تھے۔اس دن سبرینہ

کے بہت اصرار پر صالحہ بیگم آج اپنے بیٹیوں کے ہمراہ ان کے گھر موجود تھیں۔

سامنے بڑے صوفے پر سبرینہ، صالحہ اور اصباح بیٹھی تھیں جبکہ اس کے ساتھ رکھے دوسرے صوفے پر حرم، آبرو اور رتبہ موجود تھیں۔اسی اثنا میں نور فجر ملازمہ کے ہمراہ لاؤنج میں داخل ہوئی اور ملازمہ ان سب کو جوس سرو کرنے لگی۔

وہ سب ابھی باتوں میں ہی مصروف تھے کے باہر بائیک کے ہارن کی آواز پر سب اس جانب متوجہ ہوئے، کچھ لمحوں بعد سیاہ جینز کے ساتھ آف وائٹ رنگ کی شرٹ پہنے، ایک ہاتھ میں ہیلمٹ تھامے جبکہ دوسرے ہاتھ سے اپنے بکھرے بالوں کو سمیٹتا زاویار اندر داخل ہوا۔لاؤنج میں داخل ہوتے اس نے ایک نظر سب پر ڈالی مگر اس کی نظر سامنے سفید رنگ کی لانگ فراک میں موجود رتبہ پر جا ٹھہری جبکہ دوسری جانب رتبہ جو جوس پی رہی تھی، زاویار پر نظر پڑتے ہی وہ کھانسنے لگی۔اس کی اس حرکت پر زاویار اپنی مسکراہٹ چھپاتا، آگے بڑھ گیا اور سب سے سلام لیتے نور فجر کے ساتھ دوسرے صوفے پر بیٹھ گیا۔

"یہ میرا چھوٹا بیٹا زاویار ہے" سبرینہ مسکراتے ہوئے بولی،

"آبرو بیٹا یہ بھی وکیل ہے" سبرینہ نے آبرو کو مخاطب کیا، جس پر آبرو زاویار کی جانب دیکھتی بولنے لگی،

"میں اسے جانتی ہوں آنٹی، یہ میرا جونیئر ہے" آبرو کی بات پر سبرینہ نے حیران ہوتے زاویار کی جانب دیکھا،

"جی امو جان، میڈم صحیح کہہ رہی ہیں، مجھے معلوم نہیں تھا کہ اِن کی امی ہی آپ کی دوست ہیں" وہ سبرینہ کو مخاطب کرتا بولا جبکہ وہاں بیٹھی رُتبہ حیران ہوتے ان لوگوں کی باتیں سن رہی تھی، یعنی آبرو زاویار کو پہلے سے جانتی تھی۔ وہ نورفجر کے ساتھ بیٹھے زاویار کو دیکھنے لگی، خود پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس کرتے زاویار نے فورا رتبہ کی جانب دیکھا، جو فورا نظریں پھیرتے دوسری جانب دیکھنے لگی۔ زاویار کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔ کچھ دیر مزید باتیں کرنے کے بعد سبرینہ نے صالحہ بیگم کو مخاطب کیا،

"آؤ صالحہ میں تم سب کو اپنا گھر دکھاؤں" سبرینہ کی بات پر وہ سب ان کے ساتھ اٹھ کھڑی ہوئیں۔ آبرو اور اصباح صالحہ بیگم کے ہمراہ ان کے پیچھے چلنے لگیں جبکہ حرم اور رتبہ نور فجر کے ساتھ جانے کا ارادہ رکھتی تھیں۔ حرم نور فجر کے قریب جا کر اس سے کچھ کہنے لگی، جس پر نور فجر نے رتبہ کو مخاطب کیا،

"رتبہ بس دو منٹ رکو، میں اور حرم ابھی آتے ہیں" وہ حرم کو لیے ایک جانب چل پڑی۔ پیچھے اب لاؤنج میں صرف زاویار اور رتبہ موجود تھے۔

"اب بتایئے محترمہ کہ کون کس کا پیچھا کرتے کرتے اُس سے ملنے اس کے گھر تک آ پہنچا ہے!" زاویار کی بات پر رتبہ نے اس کی جانب دیکھا،

"مجھے اندازہ نہیں تھا کہ تم آنٹی کے بیٹے ہو گے اور ویسے بھی میں آنٹی سے ملنے اُن کے گھر آئی ہوں نہ کہ تم سے ملنے" رتبہ کہ جواب پر وہ مسکرایا،

"یعنی اگر آپ کو معلوم ہوتا کہ یہ میرا گھر ہے تو آپ یہاں نہ آتیں!"

"ہاں بالکل نہیں آتی" رتبہ کے جواب پر وہ کچھ قدم آگے بڑھاتا اس کے قریب آیا،

"لگتا ہے آپ نے ابھی تک اپنا چیک اپ نہیں کروایا!" اسکی بات پر رُتبہ کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ آئی۔

"مجھے چیک اپ کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ تمہیں علاج کی کافی ضرورت ہے، کہو تو میں علاج کر دوں" وہ مسکراتے ہوئے بولی،

"اوہ تو آپ ڈاکٹر ہیں!" وہ متاثر ہوا،

"کس چیز کی ڈاکٹر ہیں آپ؟ دل کی یا دماغ کی؟" سوال فوری تھا۔

"جانوروں کی ڈاکٹر ہوں تبھی تو تمہیں علاج کی آفر کی ہے" رتبہ کی بات پر زاویار کے چہرے پر چھائی مسکراہٹ ایک دم غائب ہوئی اس سے پہلے کہ وہ دوبارہ کچھ بولتا اسے پیچھے کھڑی نور فجر کی ہنسنے کی آواز سنائی دے، اس نے فورا پلٹ کر

پیچھے دیکھا جہاں نور فجر اور حرم کھڑی تھیں، یقیناوہ ان کے درمیان ہونے والی کچھ باتیں تو سن چکی تھیں۔

"چلیں رتبہ "نور فجر نے ہنستے ہوئے رتبہ کو مخاطب کیا،

"ہاں چلو"رتبہ مسکراتے ہوئے بولی جبکہ پیچھے کھڑا ازاویار بمشکل مسکراتے ہوئے دیوار پر لگی پینٹنگ دیکھنے لگا۔

سبرینہ ان سب کو اوپر والے پورشن میں لے آئی کہ صالحہ بیگم کی نظر سامنے دیوار پر لگی تصویر کی جانب اٹھی۔ جس تصویر میں سبرینہ اپنے تینوں بچوں کے ہمراہ موجود تھی۔

"یہ۔۔یہ کون ہے" صالحہ بیگم اس تصویر کے سامنے رکتے بولیں، سبرینہ نے ان کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا،

"یہ میرا بڑا بیٹا ہے تاشفین" سبرینہ مسکراتے ہوئے بولی،

"یہ تمہارا بیٹا ہے ؟" صالحہ بیگم حیرانی سے ان کے جانب دیکھتے پوچھنے لگیں،

"ہاں، ہاں یہ میرا بیٹا ہے، کیوں کیا ہوا؟" وہ صالحہ بیگم کے چہرے پر چھائی حیرانگی دیکھتے پوچھنے لگیں،

"یہ ڈاکٹر ہے نہ !" صالحہ بیگم نے دوبارہ سوال کیا،

"ہاں یہ ڈاکٹر ہے مگر تمہیں کیسے معلوم ؟" اب حیران ہونے کی باری سبرینہ کی تھی۔

"یہ امی کے ڈاکٹر ہیں آنٹی، پچھلے تین ماہ سے امی کا علاج انہیں کے پاس ہو رہا ہے" اس بار بولنے والی آبرو تھی۔

"لگتا ہے اس گھر کے تمام افراد ایک دوسرے کو پہلے سے ہی بہت اچھی طرح جانتے ہیں" زاویار کی بات پر سب کے چہروں پر مسکراہٹ در آئی جبکہ زاویار یہ

www.novelsclubb.com

بات کہتے رُتبہ کی جانب دیکھنے لگا، جو اس کو یوں نظر انداز کر رہی تھی جیسے وہ یہاں موجود ہی نہ ہو۔ زاویار کتنا ڈھیٹ ہے اس بات کا اندازہ آج رُتبہ کو بخوبی ہو گیا تھا۔

---

**ماضی:-**

سبرینہ اور ڈاکٹر عافیہ اس وقت ہاسپٹل کے کوریڈور میں بیٹھی تھیں۔ سبرینہ کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا جبکہ ڈاکٹر عافیہ کا چہرہ سنجیدہ اور ویران تھا۔ وہ سکتے کے عالم میں تھیں۔ صائم اور حلیمہ کی گاڑی کا ٹرک کے ساتھ بہت برا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔ کچھ دیر پہلے ہی ڈاکٹر ان دونوں کو ایک خبر سنا کر جا چکے تھے، جو ڈاکٹر عافیہ کے لیے موت کی نوید سے کم نہ تھی۔

صائم کا انتقال ہو چکا تھا! چوٹ اس کے سر پر لگی تھی اور بہت زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے ڈاکٹر اسے بچا نہیں پائے جبکہ حلیمہ ابھی آپریشن تھیٹر میں تھی۔ اسے ابھی تک ہوش نہیں آیا تھا۔ سبرینہ کس طرح اموجان کو ہاسپٹل لائی

تھی، یہ صرف وہی جانتی تھی۔اس نے ایک نگاہ اپنے ساتھ بیٹھی امو جان پر ڈالی،اس کے پاس انہیں دلاسہ دینے کے لیے الفاظ بھی نہ تھے۔اس نے ایک دو بار امو جان کو مخاطب کیا تھا مگر وہ اس وقت شدید شاک کی کیفیت میں تھیں۔ سبرینہ آگے بڑھتے ان کے قریب ہوئی،اس نے ابھی بولنے کے لب کھولے ہی تھے کیہ آپریشن تھیٹر کا دروازہ کھلا اور ڈاکٹرز باہر آئے، سبرینہ تیزی سے ان کی جانب گئ۔

"سوری، ہم مریض کو نہیں بچا سکے" سبرینہ کے کچھ پوچھنے سے پہلے ڈاکٹر بولنے لگے، سبرینہ نے بے اختیار ہاتھ اپنے دل کے مقام پر رکھا اور پلٹتے ڈاکٹر عافیہ کی جانب دیکھا، جن کے چہرے پر ایک تاثر تھا، جسے وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔ڈاکٹر خبر دے کر جا چکے تھے، سبرینہ قدم اٹھاتے ڈاکٹر عافیہ کی جانب بڑھنے لگی،ان کے قریب پہنچتے اسے ڈاکٹر عافیہ کے لب ہلتے ہوئے نظر آئے اور اس کی سماعت سے یہ الفاظ ٹکرائے،

"سبرینہ آج سب ختم ہو گیا، سب!" ان کی آواز میں اتنا درد تھا کہ سبرینہ کو اپنا دل پھٹتا ہوا محسوس ہوا۔

"اموجان حوصلہ رکھیں" سبرینہ نے روتے ہوئے کہا، ایک آنسو اموجان کی آنکھ سے نکلتا اُن کے رخسار پر آیا جسے بے دردی سے صاف کرتی وہ اٹھ کھڑی ہوئیں،

"چلو سبرینہ، ہمیں دیر نہیں کرنی چاہیے، ابھی ہمیں تدفین کا انتظام بھی کرنا ہے" سبرینہ کو مخاطب کرتے ڈاکٹر عافیہ نے یہ الفاظ ادا کیے اور قدم اٹھاتی ایک جانب چلنے لگیں۔ سبرینہ حیرت کا مجسمہ بنے انہیں جاتا دیکھ رہی تھی، وہ بھول گئی تھی کہ وہ "ڈاکٹر عافیہ" تھیں!

---

وہ اس وقت صوفے پر بیٹھا کسی سے فون پر بات کرنے میں مصروف تھا۔

"جی سر" اس نے یہ کہتے ایک نظر کھڑکی سے نظر آتے ڈوبتے سورج پر ڈالی، وہ آج رابعہ بیگم کے شدید اصرار پر انہیں اور مہمل کو لیے صالحہ بیگم کے گھر آیا تھا۔ صبح سے شام ہو چکی تھی مگر ابھی تک رابعہ بیگم کا واپسی کا کوئی ارادہ نہ تھا۔

"او کے سر، اللہ حافظ" اس نے یہ کہتے فون کاٹ دیا اور اپنی نظریں گھماتے آس پاس موجود چیزوں کا جائزہ لینے لگا۔ وہ اس وقت سیاہ رنگ کی شلوار قمیض میں موجود تھا۔ آس پاس موجود چیزوں کا جائزہ لیتے اس کی نگاہ ایک چیز پر جا رکی، اس کی سیاہ آنکھوں کا مرکز اب سامنے لگی دو پینٹنگز تھیں۔ وہ قدم اٹھاتا ان پینٹنگز کے قریب گیا۔ وہ آنکھوں میں ستائش لیے ان دونوں پینٹنگز کو بہت غور سے دیکھ رہا ہے۔ دائیں جانب لگی پینٹنگ میں ساحلِ سمندر پر ڈوبتے سورج کے منظر کو بہت خوبصورتی سے بنایا گیا۔ پہلی نظر میں اس تصویر کو دیکھ کر گمان ہوتا کہ گویا وہ تصویر اصل ہو مگر قریب جانے پر معلوم ہوتا کہ مصور نے اس تصویر کو خوبصورت اور دلکش بنانے کے ساتھ اسکو حقیقت کا رنگ بھی دیا ہے جبکہ بائیں جانب لگی پینٹنگ

www.novelsclubb.com

میں پہاڑوں کے درمیان بسی ایک بستی کا منظر تھا۔پہاڑوں سے بہتے چشمے، صاف آسمان پر روئی کی مانند بکھرے بادل، پہاڑوں کی چوٹیوں پر سفید چادر کی طرح پھیلی برف، وہ تصویر بہت خوبصورت تھی۔وہ ابھی انہیں تصویروں کو دیکھنے میں مصروف تھا کہ اس کی سماعت سے مہمل کی آواز ٹکرائی،

"کیا دیکھ رہے ہیں بھائی؟"اس کے پیچھے کھڑی مہمل نے سوال کیا جس کے جواب میں آفاق خاموشی سے ان پینٹنگز کو دیکھتا رہا جبکہ پیچھے کھڑی مہمل نے کچھ قدم آگے بڑھاتے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔

"آپ کو معلوم ہے بھائی کہ یہ پینٹنگز کس نے بنائی ہیں؟"اس کے سوال پر اس بار آفاق اس کی جانب پلٹا اور نفی میں سر ہلایا، جس پر مہمل مسکرائی۔

"یہ دونوں پینٹنگز اصباح نے بنائی ہیں" مہمل فخریہ مسکراہٹ کے ساتھ صوفے پر بیٹھتی بولی، اسکی بات پر آفاق مسکرایا اور بولنے لگا،

"اسے پینٹ کرنا بھی آتا ہے واہ! ورنہ مجھے تو لگا تھا اسے رونے کے سوا کچھ نہیں آتا" آفاق کی بات پر مہمل نے آفاق کو ایک گھوری سے نوازا اور ذہن میں ایک خیال نمودار ہوتے دوبارہ بولی،

"جو بریانی کچھ دیر پہلے آپ بہت مزے سے کھا رہے تھے، معلوم ہے وہ کس نے بنائی تھی؟" اس کے سوال پر آفاق نے اس کی جانب دیکھتے ایک بار پھر نفی میں سر ہلایا،

"وہ بھی اصباح نے بنائی تھی! وہ بہت ٹیلنٹڈ ہے بھائی، آپ اسے انڈر ریسٹمیٹ کر رہے ہیں" مہمل کی بات پر آفاق فوراً بولا،

"ارے میں نے کب اسے انڈر ایسٹمیٹ کیا؟"

"انڈر ریسٹمیٹ نہیں کیا مگر ڈانٹا تو تھا نہ" وہ ابھی تک وہ بات نہیں بھولی تھی، بھولا تو آفاق بھی نہ تھا۔ آج اس نے واضح طور پر محسوس کیا تھا کہ اِصباح اس کے سامنے آنے سے کترا رہی تھی، اگر ایک بار وہ غلطی سے اس کے سامنے آ بھی


NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

گئی تھی تو وہ اس کی آنکھوں میں خوف باآسانی دیکھ سکتا تھا۔ اسے افسوس تھا کہ اس دن وہ بلاوجہ اس پر غصہ کر بیٹھا تھا۔

"بھائی کہاں کھو گئے؟" مہمل نے اسے خیالوں میں گم دیکھ کر دوبارہ مخاطب کیا، اس سے پہلے کہ آفاق کچھ بولتا رُتبہ چائے کی ٹرے اٹھائے کمرے میں داخل ہوئی اور مہمل کے پاس بیٹھتے اس سے باتیں کرنے لگی جبکہ پاس بیٹھا آفاق دوبارہ ان پینٹنگز کو دیکھتے ان کی مصورہ کے بارے میں سوچنے لگا۔

---

اس نے اپنی گود میں سوئی نورِ فجر کو بے بی کارٹ میں ڈالا اور ایک نظر پاس بیڈ پر سوئے زاویار کو دیکھتے وہ کمرے سے باہر آ گئی۔ اس کا رخ اب کچن کی جانب تھا، جہاں اس نے اموجان کے لیے سوپ چڑھا رکھا تھا۔

حلیمہ اور صائم کی وفات کو چار ماہ گزر چکے تھے۔ اِس گھر پر قیامت صغری ٹوٹی تھی۔ اموجان کی زندگی حقیقی معنوں میں ختم ہو گئی تھی۔ وہ اپنے آپ پر شدید ضبط

کیے ہوئیں تھیں مگر اس دن اپنے سامنے اپنے جگر گوشے کی لاش دیکھتے وہ اپنا ضبط کھو بیٹھی تھیں۔ وہ اس وقت بلک بلک کر روئیں تھیں۔ اپنے ماضی میں ہوئے حادثے تو وہ برداشت کر گئی تھیں مگر اس باران کی جینے کی وجہ اُن سے چھین لی گئی تھی۔ وہ ان دونوں کی وفات کے بعد پورا ایک ہفتہ ہوش و حواس سے بیگانہ رہی تھیں۔ ہوش میں آنے کے بعد وہ دن رات صائم اور حلیمہ کی یاد میں روتی رہتیں، پورا پورا دن زاویار کو اپنے ساتھ لگائے رکھتیں کیونکہ انہیں اُس میں اپنا صائم نظر آتا تھا۔ اس حادثے نے انہیں مکمل طور پر توڑ دیا تھا۔ سبرینہ اب ان کے حوالے سے بہت پریشان رہنے لگی تھی، ان کی طبیعت روز بہ روز بگڑتی جا رہی تھی۔ وہ اکثر روتے روتے بے ہوش ہو جاتیں، سبرینہ جب ان کے پاس جاتی تو وہ ہمیشہ صرف دو ہی جملے کہتیں، جو سبرینہ کا دل چیر دیتے،

"کاش سبرینہ میں اسے پاکستان واپس نہ بلاتی، وہ صرف میرے اصرار پر یہاں آیا تھا"

"میرا سب ختم ہو گیا سبرینہ سب ختم ہو گیا"

اور سبرینہ کے پاس انہیں دلاسہ دینے کے لیے الفاظ نہ ہوتے۔ دوسری جانب سبرینہ نے نور فجر اور زاویار کو بہت مشکلوں سے سنبھالا تھا۔ نور فجر چونکہ چھوٹی تھی، اس لیے اسے سنبھالنا قدرِ آسان تھا مگر زاویار ہر وقت حلیمہ کی تلاش میں اِدھر اُدھر گھومتا رہتا، اس نے کھانا کھانا مکمل طور پر ترک کر دیا تھا۔ وہ ہر چیز اٹھا اٹھا کر پھینکتے صرف حلیمہ کو پکارتے ہوئے روتا اور اس کی یہ حالت دیکھتے سبرینہ کا دل کٹ کر رہ جاتا مگر اب گزرتے وقت کے ساتھ سبرینہ اسے بھی سنبھال چکی تھی اور اس میں تاشفین نے اس کا بہت ساتھ دیا تھا۔ سبرینہ نے کچن میں پہنچتے سامنے چولہے پر چڑھائے برتن کا ڈھکن اٹھایا اور سوپ کا جائزہ لیتے چولہا بند کر دیا اور ایک باؤل میں سوپ ڈالتے اموجان کے کمرے کی جانب چل پڑی۔ اموجان کے کمرے میں پہنچتے اسے سامنے بستر پر اموجان لیٹی نظر آئیں، اس نے ٹرے کو

www.novelsclubb.com

ایک جانب رکھتے امو جان کی جانب دیکھا، امو جان اس وقت سو رہی تھیں۔ سبرینہ نے انہیں اٹھانا مناسب نہ سمجھا اور ٹرے واپس اٹھاتے کچن کی جانب چل پڑی۔

---

وہ سیڑھیاں چڑھتے اوپر آئی اور قدم اپنے کمرے کی جانب بڑھا دیے۔ کمرے کا بند دروازہ کھولتے وہ اندر داخل ہوئی اور لائٹ آن کی۔

لائٹ کے آن ہوتے ہی کمرہ روشنی میں نہا گیا۔ وہ آگے بڑھتے بیڈ پر جا بیٹھی، وہ پچھلے دو گھنٹے سے مسلسل گھر کے کاموں میں مصروف تھی۔ اچانک ذہن میں خیال نمودار ہوتے وہ بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور الماری کی جانب بڑھی۔ اسے صالحہ بیگم کی دی گئی چادر ڈھونڈنی تھی جو اسے پچھلے دو ہفتوں سے ڈھونڈنے کے بعد بھی نہ ملی تھی، وہ دائیں جانب رکھی الماری کی جانب بڑھتے چادر ڈھونڈنے لگی، تقریباً دس منٹ بعد وہ اس پوری الماری کو چھان چکی تھی مگر وہ چادر ڈھونڈنے میں ناکام ٹھہری۔ اس الماری کو بند کرتے، وہ پلٹی کے اس کے دماغ میں ایک خیال

نمودار ہوا کہ کیوں نہ وہ ایک بار عادل کی الماری میں بھی دیکھ لے، کیا پتا کہ اس نے غلطی سے وہ چادر وہاں رکھ دی ہو۔ وہ دوسری الماری کی جانب بڑھی اور اس میں چادر تلاشنے لگی مگر اس بار بھی وہ ناکام ٹھہری۔ وہ الماری کو کھلا چھوڑتے، تھکتے ہوئے واپس بیڈ پر جا بیٹھی کہ اچانک اس کی نگاہ الماری کے سب سے اوپر والے خانے میں پڑی جہاں اسے وہ مہرون رنگ کی چادر دکھائی دی۔ وہ تیزی سے اٹھتی آگے بڑھی، اپنی ایڑیاں اٹھاتے، وہ پنجوں کے بل کھڑی ہوئی اور اپنا ہاتھ اوپر کرتے اس نے وہ چادر نکالی۔ چادر کے ساتھ ایک فائل زمین پر آ گری، جس کے اندر موجود تمام کاغذ فرش پر بکھر گئے۔ حفصہ نے اس چادر کو بیڈ پر رکھا، وہ اپنی تلاش میں کامیاب ٹھہری تھی۔ وہ زمین پر جھکتے وہ تمام کاغذ سمیٹتے اس فائل میں رکھنے لگی۔ فائل میں تمام کاغذ رکھتے اس نے وہ فائل دوبارہ اس کی جگہ پر رکھ دی اور واپس بیڈ پر بیٹھتے اس چادر کا جائزہ لینے لگی کہ اس کی نگاہ الماری کے نیچے پڑے ایک کاغذ پر پڑی۔

"یہ کاغذ یقیناً اُس فائل سے گرا ہوگا" وہ بڑبڑاتے ہوئے دوبارہ بیڈ سے اٹھتے الماری کی جانب بڑھی اور جھکتے وہ کاغذ اٹھایا۔اس سے پہلے کہ حفصہ وہ فائل نکالتے کاغذ اس میں واپس رکھتی،اس کی نگاہ کاغذ پر لکھے الفاظ پر پڑی،وہ کسی کی میڈیکل رپورٹ تھی۔بے ساختہ نظر اس رپورٹ پر لکھے نام پر پڑی،وہ رپورٹ حفصہ کی نہیں عادل کی تھی!

وہ حیران ہوئی،عادل کا نام پڑھتے وہ اس رپورٹ کو پڑھنے لگی۔رپورٹ پر لکھے ایک ایک لفظ پر اس کی آنکھیں حیرت اور شاک کے مارے پھیلنے لگیں۔کچھ لمحے بعد وہ پوری رپورٹ پڑھ چکی تھی۔اب اس کی آنکھوں میں حیرت اور شاک کے ساتھ ایک اور تاثر بھی موجود تھا،افسوس کا تاثر! صدمے کا تاثر!

اس رپورٹ پر واضح الفاظ میں لکھا تھا کہ "عادل کبھی باپ نہیں بن سکتا"۔وہ اس رپورٹ پر درج تاریخ پہلے ہی دیکھ چکی تھی۔یہ ٹیسٹ آج سے تقریباً دو سال پہلے کروائے گئے تھے۔اسے یاد آیا کہ یہ تب کا واقعہ تھا جب حفصہ نے پہلی

www.novelsclubb.com

بار عادل سے اس معاملے پر بات کی تھی، جس پر اس کا سخت رد عمل دیکھتے وہ ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گئی تھی۔اسے افسوس نہ اس بات کا تھا کہ اسے اس بات سے لاعلم رکھا گیا،نہ عادل کی اس محرومی کا بلکہ اسے افسوس صرف اس بات کا تھا کہ دو سال کے اتنے بڑے عرصے میں جب جب حفصہ کو اولاد کے معاملے میں طعنے دیے جاتے،اسے طلاق کی دھمکی دی جاتی یا عادل کی دوسری شادی کا اعلان کیا جاتا تو وہ ہمیشہ خاموش کیوں رہتا؟

آخر اسے تو اس بات کا علم تھا کہ یہ محرومی حفصہ کی نہیں بلکہ اس کی ہے!

اس بار حفصہ کی آنکھیں خشک تھیں۔وہ اس وقت شدید

تکلیف،افسوس،شاک ان سب کیفیات سے گزر رہی تھی مگر آج پہلی بار ان تاثرات میں ایک اور تاثر بھی شامل تھا۔آج اس کی آنکھوں میں غصے کی رمک دکھائی دے رہی تھی۔اس نے وہ رپورٹ ایک بار پھر اپنی نظروں کے سامنے

کرتے، ایک گہری نظر اس پر ڈالی اور رپورٹ کو فولڈ کرتے اسے ایک جانب رکھ دیا۔ آج وہ عادل سے دوٹوک بات کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔

---

(جاری ہے۔۔۔)

www.novelsclubb.com